سراج الایمان

# سراج الایمان

یہہ رسالہ مذہب حقہ اثنا عشریہ کے اثبات حق مین
ایک بڑے زبردست محقق کی تالیفات سے ہے - آغاز رسالہ
سے یہی تمہید شروع کی ہے کہ اہلبیتؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
ایسی شان عظیم اور ایسے ایسے عالی رتبہ ہین پھر
یوحنا بن اسرائیل کا قصہ اس طرح پر لکھا ہے کہ اوسنے آئمہ اربعہ
کے علماء سے مناظرہ کیا بعد ازان مذہب اہلبیتؑ کا
حال دریافت کرکے تحقیق انیق سے مذہب حقہ
اثنا عشریہ کو اختیار کیا - اگرچہ یہہ رسالہ مختصر ہے
لیکن دلائل عجیب و غریب درج فرمائے ہین کہ ہر عاقل
و بالغ منصف مزاج بہت جلد حق و باطل مین تمیز
کرسکتا ہے

بمطبع یوسفی دہلی طبع شد

من یضلل اللہ فلا ہادی لہ




بمطبع یوسفی دہلی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواہر زواہر جمیع حمد و ثنا واسطے اوس خدائے قادر و توانا کے زیبا ہیں کہ جسنے اپنے چشمۂ مہربانی سے دریائے اسلام کو اوپر زمین عرب و عجم کے جاری و روان فرمایا کہ جنکے انہار و جداول سے روز بروز زمین عالم سیراب و شاداب ہوتی جاتی ہے الحمد للہ رب العالمین ۔ اور دُرّ رو غُرر درود و سلام اوس ناخدائے سفینۂ نجات کے لئے سزاوار ہیں کہ جسنے اپنے دریادلی سے ایک ایسی کشتی مضبوط بنائی کہ جو بے خوف و بیم ورطات مہالک بدون امداد نجوم کے مثل سفینۂ نوح حاجیانِ کعبۂ مقصود کو ساحلِ نجات پر پہنچائے صلی اللہ علیہ وآلہ ۔ اما بعد ارباب بصائر و صاحبان بصیرت پر مخفی نہ رہے کہ ایک مدت سے اس نحیف کو بہ نظر خیر خواہی بندگان الہی خیال اس امر کا تہا کہ ایک سالہ مختصر جو واسطے سرگشتگان وادیٔ ضلالت کے راہنما اور اسیران چاہ ہلاکت کے لئے دستگیر ہو خصوص اوس شخص کے لئے کہ جو ارادہ کسی ملت سے ملت محمدی مین آنے کا کرے اوسکے واسطے پیش رو ہو کر ایصال الی المطلوب کرے حیز تحریر مین لائے بسبب عوائق

دنیوی اور مواقع للبدی کے یہہ ارادہ حیز تعویق مین تہا کہ اتفاقاً رسالہ ہدایۃ المبتدعین
کہ جو مشتمل تہا اوپر مدح ایک صاحب کے جو کہ تازہ سلام لائے تہے اور اوپر رد مذہب
فرقہ مبتدعین کے اوسکو دیکھکر پہر شوق نے اوپر لکہنے رسالہ مذکور کے غلبہ کیا اور
خواہش طبع مقتضی اسکی ہوئی کہ کچھہ کچھہ اس مین رد ہو رسالہ مبتدعین کا بہی پس بتوفیق
الہی و بامداد رسالت پناہی سن بارہ سو انوآسی ہجری ۱۲۸۹ ماہ ذیقعدہ مین یہ رسالہ لکہا
گیا اور بنام **سراج الایمان** مسمی ہوا و اللہ ولی التوفیق و الاتمام - پس اولاً جاننا
چاہیئے کہ یہہ حدیث دونون فرقون کی کتابون مین موجود ہے اور جملہ متواترات سے ہے
کہ کسیکو اسمین کچھہ کسیطرح کا کلام نہین یعنے رسولخدا نے فرمایا کہ انی تارک
فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا البعدی احدہما اکبر من الآخر کتاب اللہ حبل
ممدود من السما الی الارض و عترتی اہلبیتی الا انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض اس
حدیث شریف کو احمد حنبل نے کہ امام اہل سنت ہے اپنی مسند مین سعید خدری سے
روایت کیا ہے اور روایت زید بن ثابت مین بجائے لفظ ثقلین بلفظ خلیفتین کا
ہے اور حاصل معنی اس حدیث کے یہہ ہین کہ اے گروہ مسلمین بتحقیق کہ مین
چہوڑنے والا ہون تم مین دو چیزین گرانمایہ اگر تم متمسک کروگے اونکی ساتھہ اور
اونکے احکام کے پابند رہوگے تو بعد میرے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک
اونمین بزرگ ہے دوسرے سے ایک تو کتاب خدا ہے کہ وہ ایک نور ہے ممتد
اور کشیدہ مثل رسن آسمان سے زمین تک اور دوسرے اونمین سے عترت میری ہے
کہ وہ اہلبیت میرے ہین آگاہ ہو کہ یہ دونون آپس سے جدا نہ ہونگے تا اینکہ
وارد ہون میرے پاس حوض کوثر پر اور یہی اس حدیث کو اسی کتاب مین
اسرائیل بن عثمان و یزید بن حبان و زید بن ارقم سے مختلف اللفظ اور متفق المعنے
روایت کیا ہے ازانجملہ ایک یہہ کہ یزید بن حبان کہتا ہے کہ مین حصین بن

سرہ اور عمر بن مسلم کے ساتھہ زید بن ارقم کے پاس گیا اور اوس سے کہا کہ تو رسول خدا کی خدمت مین بہت رہا ہے اور اکثر احادیث کو سنا ہے کوئی حدیث آپ کی بیان کر زید نے کہا اے پسر برادر پیری کے سبب نسیان بہت ہو گیا ہے پس جو کہون اوسپر اکتفا کرنا اور زیادہ اوس سے تکلیف نہ دینا کہ منزل غدیر مین بعد خطبہ کے جناب رسول مقبول نے فرمایا کہ ایہا الناس انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیبہ وانا تارک فیکم الثقلین اولہا کتاب اللہ فیہ النور فخذوا کتاب اللہ وتمسکوا بہ الخ یعنی ایہا الناس نہین ہوں مین مگر ایک بشر بہ تحقیق نزدیک ہے کہ آوے میرے پاس فرستادۂ خدا پس اجابت کرون مین اوسکی یعنی بارادہ الٰہی اس عالم سے انتقال کرون اور مین چھوڑنے والا ہون تم مین دو چیزین گرانمایہ اون دونون سے کتاب خدا ہے اوسمین ہے روشنائی پس لو تم کتاب خدا کو اور متمسک ہو ساتھہ اوس کے غرضکہ ترمذی نے بھی اپنی صحیح مین جابر سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور مشکوٰۃ اور جمع بین الصحاح ستہ اور صحیح ابی داؤد اور مصابیح وغیرہ کتب صحہ اہل تسنن مین مختلف اللفظ متفق المعنی بھی یہہ حدیث موجود ہے جسکو اسمین شک ہو وہ ان کتابون کو دیکھہ لے پس جبکہ یہہ بات ثابت ہوئی کہ یہہ حدیث رسولخدا نے فرمائی اور طرفین کے علمائے فحول کے نزدیک صحیح ہے تو اب یہہ امر تحقیق کرنے کے قابل ہے کہ عمل اس حدیث پر کس فرقہ کا ہے اور کسکا نہیں ناظرین کتب فریقین پر ظاہر اور باہر ہے کہ عمل اس حدیث پر فرقہ تشیع کا ہے نہ کسی اور فرقہ کا دلیل اسپر یہہ ہے کہ تمامی کتب اصولیہ او ذخیرہ فرقہ تشیع کے احکامات قرآنی اور اقوال و آثار اہلبیت رسالت سے مشحون و مالامال ہین افعال و اعمال ان کے احکام اوامر و نواہی کتاب خدا اور عترت رسول ہدیٰ سے مطابق کوئی قول تا وقتیکہ کسی ایک آئمہ اثنا عشری او سپر سند نہ ہو مقبول نہین ہے اور جس حدیث

وخبر کا سلسلہ اولاد رسول تک نہ پہونچی محض پوچ وبے اعتبار ہے کتابین فرقہ
شیعہ کی موجود کثیر الوجود ہین جسکو ہمین شک ہو وہ دیکھہ لے بخلاف اہل السنن کے
کہ اصول انکا ابو الحسن اشعری سے اور فروع انکا مجتہد اربعہ یعنی ابو حنیفہ وغیرہ سے
ہے پس یہہ لوگ اپنی جملہ مسائل اصولیہ اور فروعیہ مین اُنکے اقوال و افعال پر اعتماد اور
اعتقاد کرتے ہین اور اونہی کی تقلید مین رہتی ہین کہین کسی قسم کے مسئلہ مین قول
اہلبیتؑ کو سند نہین لاتے اور ان حضرات کی کمال و افعال پر نظر نہین کرتے اور اگر جیلا
کہین آنحضرتؐ کے قول کو لاتے ہین تو بے شمول غیر کے اوس قول کو صحیح نہین جانتے
اور قبول نہین کرتے اور ظاہر ہے جو فرقہ فرق اہل اسلام سے اہلبیت علیہم السلام سے پہرا
وہ جملہ ہالکین سے ہے دو تین دلیل بنا بر لموفج اس جگہہ لکہی جاتی ہین اول یہہ کہ خدا تعالے نے
فرمایا تہا کہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وہم
راکعون حاصل معنی آیہ وافی ہدایہ یہہ ہین کہ نہیں ہے کوئی مالک اور حاکم اور اولی بتصرف
تمہارے نفسون پر تم سے مگر خدا اور رسول اوسکا اور وہ لوگ کہ جو ایمان لائے ہین اور
قائم رکہتی ہین نماز کو اور دیتی ہین زکوٰۃ کو حالت رکوع مین پس سب محدثین اور مورخین
شیعہ اور سُنّی کا اتفاق ہے اسپر کہ یہ آیہ جناب امیر کی شان مین نازل ہوا ہے اور
شان نزول اسکی باتفاق ہر دو فرقہ دینا انگشتری کا تھا سائل کو حالت رکوع مین
جیسا کہ ثعلبی نے کہ ایک آئمہ معتبرین اہل السنن سے ہے اسکی شان نزول مین عنایت
بن ربیع سے اس طرح لکہا ہے کہ ایک روز ابن عباس کنارہ زمزم پر بیٹھے احادیث بیان
کر رہے تہے کہ ایک مرد نقاب پوش وارد ہوا اور جب ابن عباس قال رسول اللہ کہتے
تو وہ بہی قال رسول اللہ کہتا ابن عباس اوسکا یہہ حال دیکھکر متحیر ہوئے اور پوچہا اوس سے
کہ تو کون ہے تو اوس نے نقاب اُٹھا کر کہا کہ جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہین جانتا
مین اوسے بتلاتا ہون کہ مین جندب بن جنادہ بدری ابوذر غفاری ہون دیکھا ہے اور

سنا ہے بیچ رسولخدا سے کہ علیؑ پیشوا ہے ابرار کا اور کشندہ ہے کفار کا منصور ہے وہ
شخص کہ جس نے اوسکی نصرت کے اور مددوی اور ذلیل ہے وہ شخص کہ جس نے اوسے
مخذول کیا پھر ابوذر نے کہا کہ آگاہ ہو کہ ایک روز مین مسجد مین رسولخدا کے ساتھ نماز
ظہر پڑھتا تھا کہ سائل نے آنکر سوال کیا اور کسینے کچھ نہ دیا جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب
رکوع مین تشریف لیگئے تھے سائل کو انگشت کوچک سے اشارہ کیا کہ اوس نے حضور
پیغمبر انگشتری ہاتھ سے اوتار لی جناب رسولخدا نے یہہ معاملہ دیکھکر خوشنود ہو کر سر سوئے
آسمان اوٹھا کر دعا کی کہ اللہم ان موسی سالک وقال رب اشرح لی صدری ویسر لی
امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ
ازری واشرکہ فی امری فانزلت علیہ قرآنا ناطقا سنشد عضدک باخیک ونجعل
لکما سلطانا اللہم انا محمد نبیک وصفیک فاشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی
وزیرا من اہلی علیا فاشدد بہ ظہری حاصل یہہ ہے کہ خداوندا موسی پیغمبر نے سوال کیا
تجھسے اور کہا کہ اے رب میرے کھول تو سینہ کو میری اور آسان کر تو کام میرے کو
اور کھول گرہ میری زبان سے تاکہ سمجھین وہ لوگ میری بات کو اور مقرر کر میرے
واسطے وزیر میرے اہل سے ہارون میری بھائی کو اور قوی کر اوس سے پشت میری
اور شریک کر اوسکو میرے کام مین پس نازل کیا تونے اوسپر قرآن ناطق کو کہ
قریب قوی کرتے ہین ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور کرتے ہین ہم تم دونون
کے لئے سلطنت خداوندا مین کہ محمد نبی اور صفی تیرا ہوں کھول میرے سینہ کو
اور آسان کر میرے کام کو اور کر وزیر میرا میری اہل سے علی بھائی میرے کو اور
قوی کر اوس سے میری پشت پس ہنوز یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ جبرئیل جانب
رب جلیل سے آیہ انما ولیکم اللہ لائے اور صحیح نسائی اور جمع بین الصحاح مین اسطرح
لکھا ہے کہ ابن سلام نے کہا کہ جب حضرت علیؑ نے رکوع مین انگشتری دیسی تھی سائل کو

رسولخدا کو خبر کی اوسوقت حضرت نے یہہ آیہ پڑہا اور ابن مغازلی نے روایت کی ہے کہ سائل رسولخدا کے پاس گیا آپ نے پوچھا کہ یہہ انگشتری تجہی کسنے دی اوس نے کہا کہ اس راکع نے یعنی علی نے بس حضرت نے فرمایا الحمد للہ الذی جعلہا فی وفی اہلبیتی انما ولیکم اللہ الخ حاصل یہہ کہ جملہ حمد ہے خدا کو کہ جسنے نازل کیا اوسکو بیچ حق میرے اور میرے اہلبیت کے یعنی یہہ فضیلت دی مجہی اور میرے اہلبیت کو اور یہہ آیہ تلاوت فرمایا اور خطب خوارزم نے مناقب مین اشعار حسان بن ثابت کو کہ جو اوس نے اس سخاوت کی مدح مین انشا کی اپنی کتاب مناقب مین نقل کئی ہین اور وہ یہہ ہین فانت الذی اعطیت اذ کنت راکعا فدتک نفوس القوم یا خیر راکع ؛ فانزل فیک اللہ خیر ولایۃ ؛ وبنیہا فی محکمات الشرائع یعنی تو وہ ہے کہ سخاوت کی تونے حالت رکوع مین فدا ہون تجہپر جانین سب کی اے بہتر رکوع کرنیوالونکی نازل کیا تیری ذات مین بہترین ولایت کو اور بیان کیا اوسکو قرآن مین پس جب یہہ بات ثابت ہوئی کہ جناب علی بہی مثل خدا اور رسول امت کے ولی اور حاکم اور اولی بتصرف ہوئے اور ولایت کا حصر بدلیل انما خدا اور رسول اور اوسکی جناب مین ہوا تو پس جناب امیر کی متابعت نہ کرنا اور اونکی اقوال اور احکام کو نماننا اور انسے تخلف کرنا عین خدا و رسول خدا سے پہرنا ہے اور خدا اور رسول سے پہرنے والا جملہ ہالکین سے ہے دوسری دلیل یہہ ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا حق مین جناب علی کی من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جسکا مین مولا ہون اوسکا علی بہی مولا ہے بیان اسکا موافق کتب صحیحہ اہل السنۃ مثل سنن ابی داود اور جمع بین الصحاح اور مشکوۃ اور تفسیر ثعلبی اور تفسیر علامہ نیشاپوری اور مناقب خطب خوارزمی اور مسند احمد حنبل اور سر العالمین غزالی وغیرہ کی باندک تفاوت اسطرح پر ہے کہ جب پیغمبر آخر الزمان نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی

اثنار راہ مین اٹھارویں ذوالحجہ کی تھی یہ آیہ نازل ہوا کہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل
الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنی اے
پیغمبر خدا پہنچا خلائق کو وہ چیز کہ بھیجی گئی ہے طرف تیری جانب پروردگار تیرے سے اور
اگر نہ کریگا تو اوس چیز کو کہ جسپر مامور ہوا ہے اور نہ پہونچائیگا تو اوسکو پس نہ پہنچائی ہوگی
تو نے کوئی چیز پیغام پروردگار اپنے سے اور اللہ تعالے نگاہ رکھیگا تجھکو شر مردم سے
پس جب یہہ فرمان واجب الاذعان خالق زمین و زمان کا نازل ہوا تو اوسوقت اوس
جناب نے موضع غدیر خم مین نزول فرمایا حالانکہ وہ موضع جگہہ نزول قافلہ اور
فرودگاہ مسافرین معروف و متعارف نہ تہا اور وقت ایسا گرم تہا کہ چرند و پرند کو
آشیانوں سے نکلنے کی تاب و طاقت نہ تھی اور ایک منبر پالان شتر سے تیار کرایا
اور اوس کے اوپر تشریف لے گئے اور ایک پایہ پر جناب علیؑ کو کہڑا کیا اور خطبہ طولانی
بیان فرمایا اور اوس خطبہ مین اپنی رحلت سے خبر دی اور حکم کیا سب آدمیون کو اوپر
تمسک کرنے کے ساتھہ قرآن اور اہلبیت کے اور وعدہائے جان پرور اور وعیدات
زہرہ شگاف ارشاد فرمائے اور بہت تاکید کی واسطے متابعت ثقلین کے پھر پوچھا سب سے
کہ الست اولی بکم من انفسکم یعنی آیا مین نہین ہون اولی بتصرف تم مین نفسون تمہارے
سے سب نے کہا کہ بلے یارسول اللہ یعنی آپ سب امور مین ہر مومن کے زیادہ اختیار
رکھتے ہین اوس مومن سے اور آپکا حکم ہر امر مین اوسکے زیادہ تر اوس سے جاری ہے
پس جب سب سے یہہ اقرار اور اعتراف سنا تو ہاتھ جناب امیر کا پکڑ کر اسقدر بلند کیا کہ سفیدی
بغل کی سب کو دکھلائی دی اور فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ اللھم وال من والاہ
وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ یعنی جسکا مین مولا ہون علیؑ بہی
اوسکا مولا ہے اے خدا دوست رکھہ اوسکو جو اوسے دوست رکھے اور دشمن رکھہ اوسکو
جو اوسے دشمن رکھے اور مخذول کر اوسکو جو اوسے مخذول کرے اور چھوڑ دے اور

یاری نہ کرا وسکی جو اوسکو چھوڑ دی اور اوسکی مدد نہ کرنے اوسوقت یہ آیہ نازل ہوا کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً یعنی آج کے دن کامل کیا مینے دین تمہارا اور تمام کیا تمپر اپنی نعمت کو اور اختیار کیا واسطے تمہارے اسلام کو پس جناب رسول مقبول نے شکر یہ مین اس موہبت کبری اور نعمت عظمے کے کہ دین حق سے جو پیری رسالت سے مقصود تہا علیؑ کی امامت سے تکمیل پائی یہ عبارت فرمائی کہ اللہ اکبر الحمد للہ علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ و رضاء الرب برسالتی و ولایۃ علی ابن ابی طالب حاصل یہ کہ تمامی حمد و ثنا واسطے خدا کے ہے اوپر کامل کرنے دین کے اور تمام کرنے نعمت کے اور راضی ہونے کے اوپر میری پیغمبری اور ولایت اور امامت علیؑ ابن ابی طالب کے اوسوقت حضرت عمر نے ولیعہد شہنشاہ دو عالم کو باین عبارت مبارکباد دی ہنیاً لک اور بعض روایت مین ہے بخ بخ لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولائی و مولا کل مومن و مومنۃ یعنی مبارک اور گوارہ ہو تجہی اے علی ہوا تو آج مولا میرا اور مولا کل مومن کا اور مدد نہ کا پس اس سے ثابت اور متحقق ہوا کہ امامت و خلافت بحکم خدا و رسول بعد جناب ختمی مآب جناب امیر المومنین علیؑ مین منحصر ہوئی پس جو لوگ باین تاکیدات و تصریحات خدا و رسول کے جناب علیؑ کی متابعت نہین کرتے اور انکو خلیفہ بلافصل نہین جانتے اور اونسے کسی امر مین تمسک نہین کرتے اور ان سے منحرف اور سفینہ اہلبیت سے مختلف ہین وہ بلاشک بموجب حدیث متفق علیہ مثل اہلبیتی کسفینۃ نوح من رکبہا نجی و من تخلف عنہا غرق فرقہ ہالکین و زمرۂ ضالین مین داخل ہین یعنی جناب رسول مقبول فرماتے ہین کہ مثل میرے اہلبیت کی مثل کشتی نوح کی ہے کہ جو اوسمین سوار ہوا اوس نے نجات پائی اور جو اوس سے پہرا وہ غرق اور ہلاک ہوا پس اگر کوئی صاحب یہ فرمائین کہ معنے ولی اور مولے کے دوست کے ہین نہ اولے بالتصرف کے ہین تو کہنا اونکا دلیل ہوگی عدم علمیت کی اسواسطے کہ جیسے معنی ان لفظون کے دوست کے ہین ویسے ہی اولے بالتصرف کے بہی ہین کہ جو عبارت ہے امامت اور خلافت سے جیسا کہ

ابو عبیدہ نے کہ جسکے کلام کو کتب لغت مین سند لاتے ہین اور صاحب صحاح وغیرہ اوس سے روایت کرتے ہین اپنی کتاب مین کہ مشہور ہے ساتھہ نام مجاز کے بیچ تفسیر آیہ ماواکم النار ہے مولٰکم کے مولےٰ کی تفسیر ساتھہ لفظ اولےٰ کے کی ہے اور شعر لبید و اخطل سے کہ یہہ دونون شاعر مسلم الثبوت ہیں سند لایا ہے کہ مولےٰ بمعنی اولےٰ کے ہے اور ایسی ہی ابن قتیبہ کہ علماے معتبرین سے ہے اس آیہ مین مولےٰ کے معنی اولےٰ کے لئے ہین اور فراء نحوی نے کتاب معانی القرآن مین اس آیہ کی تفسیر مین مولےٰ کے معنی اولےٰ کے لکھے ہین اور ایسی ہی صاحب صحاح نے مولےٰ کے معنی اولےٰ کے کہے ہین غرض سب علما اور شعراء فصحاے عرب نے مولےٰ کے معنی اولےٰ کے لئے ہین سبحان اللہ خداے تعالیٰ وہ دو لفظ یعنی مولےٰ اور ولی ارشاد فرماے کہ جو جامع ہین جمیع صفات امامت و شرایط خلافت کو یعنی جناب علی مثل خدا و رسول حاکم و مالک اور متصرف اور مددگار اور دوستدار امت ہین پس بتخصیص محب و ناصر کے خالی عداوت سے نہین ہے اور دلیل اسپر یہہ ہے کہ انحصار محب و ناصر کا فقط جناب امیر مین ہی نہین ہوسکتا بلکہ جتنے مومنین ہین سب بموجب آیہ والمومنون والمومنات بعضہم اولیاء بعض کے ایک دوسرے کی محب اور ناصر ہین پھر دوبارہ تخصیص اسکی اس شد و مد کے ساتھہ جیسا کہ اوپر گذرا عبث ہوتی ہے اور فعل عبث سے ذات خدا و رسول پاک و مبرا ہے اور یہہ امر ظاہر ہے بلکہ ضروری ہے کہ کلام و خطاب موافق مقتضاے حال کے ہونا چاہئے پس آیہ یا ایہا الرسول الخ کہ تہدید اوپر عدم تبلیغ کے نازل ہوئی وجہ یہ ہے کہ وہ امر بہت بڑا اور ترک قابل ایسی تمامکے ہو کہ عدم تبلیغ اوسکی بمنزل عدم تبلیغ رسالت کے ہو نہ امر سہل و خفیف مثل ناصر و محب اور اسمین شک نہین کہ خدا و رسول کو بسبب قرب وفات جناب ختمی مآب اظہار اس امر اہم یعنی ولایت و خلافت جناب علی کا منظور تہا نہ اظہار دوستی محض کا تا اہل انکار کو عند اللہ و رسول کوئی عذر باقی نہ رہے اور تہنیت اسپر مبارک باد دینا حضرت عمر کا ہی اوسطرح کہ جناب فاروق نے لفظ صبحت فرمایا کہ جو دلالت

کرتا ہے حدوث و تجدد پر پس اگر مولے کے معنی محب و ناصر کے ہون تو لازم آتا ہے کہ جناب
امیر پہلے ہی سے محب و ناصر ہون اوس شخص کے کہ جن کے محب و ناصر رسول مقبول تھے
اور یہہ بعید از عقل و نقل ہے اسواسطے کہ وہ جناب ہمیشہ محب و ناصر مومنین کے رہے ہین اور
ایسے ہی اکثر علما اس فرقہ کے اقوال سے بھی تکذیب انکی اس قول بیجا یعنی تخصیص محب و
ناصر کی ثابت ہوتی ہے اور یہہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ مراد رسول مقبول کی مولے سے اولے
ہے اور اس عبارت سے نص کرنا اوپر امامت جناب امیر مومنان کی منظور تھا جیسا
کہ غزالی نے سر العالمین کے مقالہ چہارم مین جو درباب خلافت کے لکھا ہے یہہ عبارت
بیان کی ہے کہ سفرت الحجۃ وجہہا واجمعت الجماہیر علی متن الحدیث فی یوم غدیر خم
باتفاق الجمیع وہو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر ابن الخطاب بخ بخ لک یا ابا الحسن
اصبحت مولائی ومولا کل مومن ومومنۃ یعنی روشن ہوئی وجہ حجت کی اور اجماع کیا
جمہور نے حدیث غدیر خم پر درحالیکہ فرماتے تھے رسولخدا کہ جسکا مین مولا ہون اوسکا
علیؑ بھی مولا ہے پس کہا حضرت عمر نے مبارک ہو تجکو ای ابو الحسن کہ ہم سب کا تو مولا ہوا
پھر بعد اوسکے امام غزالی نے یہہ عبارت لکھی کہ وہذا التسلیم ورضا وتحکیم ثم بعد ہذا غلب
الہوا لحب الریاسۃ وحمل عمود الخلافۃ وعقود بنود وخفقان الہوا فی قعقعۃ الرایات
واشتباک ازدحام الخیول وفتح الامصار سقاہم کاس الہوا فحملہم الی الخلافۃ فعادوا
الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظہورہم فاشتروا بہ ثمناً قلیلا فلبیس ما یشترون حاصل
اسکا یہہ ہے کہ مبارکباد دینا عمر کا جناب امیر کو یہہ ہے تسلیم اور رضا ساتھ ولایت علی
مرتضے کے اور متابعت حکم رسولخدا کے پس بعد اس تسلیم ورضا اور انقیاد کے غالب ہوئی
اونپر خواہش نفس واسطے دوست رکھنے ریاست اور بزرگی کے یعنی غالب ہوئی اونپر
حرص ریاست اور خواہش خلافت اور اٹھانے ستون خلافت اور پرچمون نیزونکی
اور لپٹنے اور مضطرب و پیچیدہ ہونے ہوا کے یعنی پرچمون کے لہرانے اور نیزون کے چمکنے

اور سیانون نے کہڑ کنے اور گہوڑ دن کے ملکر چلنے اور لینے شہرون کے بلائی ان خواہشون نے اون کو
جام شراب ہوس کی برانگیختہ کیا اونکو اس ہوس نے طرف تلافت کے اور پہر گئی پچھلی حالت پر اور
پس پشت ڈالا ہے بغدیر کو اور خریدی عوض اوس کے ایک چیز کم قیمت پس حقیقت مین بری
چیز خریدی اور یہی اخطب خوارزم نے اپنی مناقب مین یہہ حدیث نقل کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے
کہ شب معراج جب مین قریب سدرۃ المنتہی کے پہونچا تو جانب رب الارباب سے یہہ خطاب
آیا کہ ای محمد تو نے میری مخلوقات کا امتحان کیا اور آزمایا کسکو فرمانبردار تر پایا مینے عرض کی کہ
علی کو خداوند عالم سے فرمایا کہ سچ کہا تو نے ای حبیب ہمارے پہر تو نے کسکو اپنا خلیفہ و جانشین
مقرر کیا کہ وہ احکام دین میری امت کو پہونچاوے اور کتاب سے وہ چیز کہ جسکو وہ نہین جانتے
بتائے مینے کہا کہ خداوندا تو ہی اختیار کر کہ تیرا اختیار کیا ہوا میرا اختیار کیا ہوا ہے فرمایا کہ
مینے علی کو اختیار کیا پس تو اپنا خلیفہ اور وصی کر مین نے دیا ہے اسکو علم و حلم اپنا وہ ہے سردار
مومنون کا بتحقیق کہ نہ پہونچا ہے کوئی اس مرتبہ کو پہلے اوسکے اور نہ پہنچیگا اس درجہ کو بعد اوس کے
اے محمد علی علم ہدایت ہے اور مقتدا ہے اونکا جو میرے فرمانبردار ہین جسنے اوسے دوست رکہا
اوس نے مجہے دوست رکہا اور جسنے اوسے دشمن رکہا اوس نے مجہے دشمن رکہا اور اے محمد اگر نہ ہوتا
علی تو نہ پہچانے جاتے وہ جو دوست میرے دوست ہین میرے رسولون کے اور یہی اخطب خوارزمی نے
عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب خدا تعالی نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور روح کو
اونکی بدن مین ڈالا تو ناگاہ اونکو چھینک آئی حضرت آدمؑ نے حمد خدا کی اوسوقت خداوند عالم نے
وحی کی حضرت آدمؑ کیطرف کہ اے آدمؑ تو نے حمد کی میری قسم ہے مجہے اپنی عزت و جلال کی کہ اگر
مجہے منظور نہ ہوتا پیدا کرنا اون اپنی دو بندون کا کہ جنکا پیدا کرنا چاہتا ہون تو پہر آئینہ نہ پیدا
کرتا تجہکو حضرت آدم نے التجا کی کہ ای بار خدایا کر تو اون دونون کو میری نسل سے ارشاد
ہوا کہ ای آدم مین اون کو تیری ہی نسل سے پیدا کرونگا اب تو سر اوپر اوٹھا کر دیکھ جب حضرت
آدم نے سر اوپر اوٹھا کر دیکھا تو عرش پر لکھا ہوا پایا کہ لا الہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ علی مقیم الحجۃ

اللہ اکبر کس قدر جناب امیر کے فضائل و محامد ہین کہ سوائے ہمارے رسول مقبول کے کہ وہ
تو جناب امیر سے افضل ہین اور کوئی مخلوقات خدا سے نبی یا وصی یا غیر اون کے ان فضائل
مین اون کے شریک نہین ہیہ جناب سب سے افضل و اعلے ہین پس وائے اوس فرقہ ہالکہ پر کہ
جو اوس جناب کا دشمن ہو اور انکی متابعت نہ کرے اور انکی تبعیت سے باہر ہو اور دیکھو
کہ ہیہ سب روایات فضائل جناب امیر اہل التسنن کی کتابون سے ہین ہیہ گمان کوئی
نہ کرے کہ شیعون نے مثل اور فرق کے کہ اپنے پیرون اور پیشوا اونکی تعریف مین صدہا
حدیثین بنائی ہین اوس جناب کے فضائل اور محامد آپ ہی بنا لئے ہین الحاصل ہیہ تو
ثابت ہوا کہ سوائے فرقہ تشیع کے اور کوئی فرقہ ثقل صغر یعنی اہلبیت سے متمسک
نہین کرتا اب رہا ثقل اکبر یعنی قرآن پس ہیہ بہی ظاہر ہے کہ کوئی فرقہ سوائے فرقہ تشیع کے
اوس سے بہی متمسک نہین ہوتا ثبوت اس دعوی کا اسطرح پر ہے کہ معتقدات اہل اسلام
سے ہی کہ عترت طاہرہ محبوب سبحانی حاملان وحی ربانی اور واقفان رموز قرآنی بمنطوق
حدیث ثقلین ہین پس تارکین متمسک باہلبیت بلاشک تارکین متمسک بالقرآن ہین
اسواسطے کہ ظاہر ہی کہ تمسک سے مراد ہیہ ہے کہ قرآن کی معانی اور رموز او اسرار سمجھکر اوس کے
احکامات پر عمل کرے نہ ہیہ کہ فقط قرآن کے لفظون کو یاد کرلے او سمجھنا اوسکی معانی کا
موقوف ہی سمجھانیوالے پر اور وہ نہین ہین مگر اہلبیت نبی صلعم کہ سوائے لون کے اور کوئی
قرآن کے معانئے حقیقیہ اور رموزات اور اسرار واقعیہ کو نہین جانتا جیسا کہ جناب
امیر فرماتے ہین کہ مین ہون قرآن ناطق اور ہیہ ہے قرآن صامت شاہ ولی اللہ و الدشاہ
عبد العزیز نے ہیہ حدیث ازالۃ الخفا مین لکہی ہی کہ حضرت علی نے آخر معرکہ صفین مین
فرمایا کہ ہذا قرآن صامت و انا قرآن ناطق اور چونکہ عینیت حقیقیہ اس مقام مین غیر
ممکن ہے پس نہین خبر ہے سوائے اسکے اور کچہہ نہین ہو سکتے کہ مین حامل ہون قرآن مجید کا اور
مثل قرآن کے واجب الاتباع ہون حکم میر العینیہ حکم قرآن کا ہی اور جو کچہہ کہ قرآن مین ہے

وہ میرے سینہ مین ہے اور جو میرے سینہ مین ہے وہ قرآن مین ہے پس جبکہ اہلبیت سے تمسک چھوڑا
اور اون سے پھر گئے اور اونکی متابعت نہ کی تو پہر معانی قرآن کے کس سے سمجھین گے اور جبکہ
اوسکی معانی نہ سمجھے تو عمل اوسپر کیونکر کرینگے فاین التمسک بالقرآن اور یہہ ہی باعث ہے کہ خلیفہ
ثانی صاحب عورات پردہ نشینوں سے الزام پاتے تھے اور لوگوں کا بہی اعتراض اوٹھاتے
تھے جیسا کہ باتفاق فریقین ایک زن دیوانہ اور زن آبستن کے رجم کا کہ جنہونے خلیفہ صاحب کے
روبرو زنا کا اقرار کیا تہا حکم دیا جناب علیؑ نے فاروق صاحب کو منع کیا اور فرمایا کہ
دیوانہ اور طفل پر حد جاری نہین اور زن آبستن کا اگرچہ خود مستحق رجم کی ہے لیکن اوسکی
طفل نے کیا قصور کیا ہے پس حضرت عمر نے کہا لولا علی لہلک عمر یعنے اگر نہ ہوتے علیؑ
تو ہلاک ہوتا عمر اور یہی ایک دفعہ حکم دیا رجم کرنے اوس عورت کا جو کہ چھہ مہینے کا لڑکا
جنی تہی بتوہم اسکے کہ فرزند چھہ مہینے کا نہین ہوتا پس ضرور ہے نے پیش از شوہر زنا کیا جناب
علیؑ نے خلیفہ صاحب کو اعلام کیا اور کہا کہ قرآن سے چھہ مہینہ کا لڑکا پیدا ہونا ثابت
ہوتا ہے اسوسطے کہ خدا تعالے ایک جگہہ فرماتا ہے والوالدات یرضعن اولادہن حولین کاملین
یعنی مائین دو سال تمام اپنی اولاد کو دودہ پلاتی ہین اور دوسرے جگہہ فرماتا ہے کہ وحملہ
وفصالہ ثلثون شہرا یعنے حمل ولنکا اور دودہ چہڑانا اون کا تیس مہینے ہین پس دو سال
تمام اور چار مہینے مقابلہ دودہ دینے کے ہوتے ہین اور چھہ مہینے واسطے حمل کے حضرت عمر
یہہ سنکر کمال منفعل ہوئے اور اپنے حکم سے پہر گئے اور ایسے ہی ایکبار حکم دیا کہ جو عورت
اپنی دختر کا مہر زیادہ لیگی اوسکو داخل بیت المال کرونگا ایک عورت گوشہ مسجد سے
اوٹھی اور یہہ آیہ پڑہا ان اتیتم احدہن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اور کہا کہ ای خلیفہ صاحب
تم منع کرتے ہو ہمکو اوس چیز سے کہ جسکو خدا تعالے نے ہمارے واسطے قرآن مین
حلال کیا ہے یہہ سنکر خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ ہر آدمی فقیہ زیادہ ہے عمر سے تا اینکہ
عورتین کہ جو حجلون مین بسر کرتی ہین اور روایت ابن ابی الحدید مین یہہ ہے کہ حضرت عمر نے

کہا کہ تعجب ہے واوس امام سے کہ جو خطا کرے اور اُس عورت سے جو صواب کہے اور بہی جمع بین الصحیحین
مین بیچ سند عمار بن یاسر کی روایت کی ہے کہ ایک مرد خلیفہ صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ جب میں
جنب مین ہون اور پانی نہ پاؤں تو کیا کرون کہا کہ نماز پڑھ لے اوسوقت عمار نے خلیفہ صاحب کو
اونکی خطا پر آگاہ کیا اور کہا کہ تیمم چاہیے کرنا غرض اسیطرح سے انکی بہت سی حکایتین ہین کہ جن سے
یہہ بات ثابت ہے کہ حضرت فاروق کو قرآن یاد نہ تہا اور معین اسکے روایت امام مالک کی ہے
ابن عمر سے کہ عمر ابن الخطاب نے بارہ برس مین سورہ بقر یاد کیا تھا اور اوس کے شکریہ مین ایک شتر نحر
کیا پس ان سب روایات سے ظاہر ہے کہ ان حضرات کو علم قرآن کا حاصل نہ تہا چونکہ یہہ
رسالہ گنجائش سب کے حال لکہنے کی نہین رکہتا ہو اسلئے اسیقدر پر اکتفا کی گئی الحاصل باعث ان سب
خطا و ذلات کا ان کے تخلف کرنا اہلبیت سے تہا جیسا کہ ظاہر ہے دلیل دوسری انکی عدم
تمسک کی قرآن اور اہلبیت سے یہہ ہے کہ کنز العمال کی کتاب فتن کی فصل ثانی میں اور دیلمی نے
کتاب فردوس الاخبار اور اوسکی منتخب مین بیچ باب کے جابر بن عبد اللہ سے نقل کی ہے کہ
رسول خدا نے فرمایا کہ روز قیامت پیش پروردگار تین چیزین شکایت کرینگی ایک مصحف کہ
وہ کہیگا کہ ای پروردگار مجہے ان لوگون نے جلایا اور ٹکڑے ٹکڑے اوڑایا اور دوسرے عترت نبی کو
کہ وہ استغاثہ کرینگی کہ اے خدا ان لوگون نے ہمین قتل کیا ہمسے بیزار رہے اور بہاگتے رہے اور
اس مین معطل و بیکار کرکے گہر مین بٹہلا دیا اور تیسری مسجد کہ وہ فریاد کریگی کہ اے خداوند عالم
مجہے خراب کیا اور معطل کیا اور ضائع و برباد کیا پس اسسے عدم تمسک اس فرقہ کا قرآن کے
ساتہہ بہی ثابت ہوا اسواسطے کہ احراق قرآن خلیفہ ثالث صاحب کے ہاتہہ سے ہوا جیسا کہ
طرفین کی کتابون سے ثابت ہے اور تمسک کرنا فرقہ تشیع کا ثقلین کے ساتہہ قطع نظر ادلہ
سابقہ کے ایک یہہ بڑی دلیل ہے کہ خود علمائے اہل السنن اپنی صحائف و مجلدات مین لکہہ گئے
ہین اور تصریح کر گئے ہیں کہ فرقہ تشیع کا مذہب اہلبیت کا مذہب ہے نہ فرقہ اہل السنن کا اور
شیعہ لوگ اپنی مسائل دینیہ مین متابعت اہلبیت کی کرتے ہین دیکہو آمدی کہ ایک علما

معتبرین و معتمدین سے ہی اپنی شرح مین اوسنے لکھا ہی کہ بیع امہات ولد کی جناب علیؑ کی نزدیک جائز
ہے اور سب شیعون کا عمل اور مذہب اسی پر ہے اور ملا سعد الدین نے شرح اصول عضدیہ مین لکھا
ہے کہ مذہب علیؑ کا جواز بیع امہات ہے اور شیعہ اوس حضرت سے اس جواز کو نقل کرتے ہین اور
یہی مذہب انکا ہے اور یہہ لوگ اوس جناب کے مذہب کو بہتر جانتے ہیں انتہی اور ابن ابی الحدید
معتزلی نے شرح نہج البلاغتین لکھا ہی کہ ہم شک نہیں کرتے کہ حضرت علیؑ گئے ہین احکام شرعیہ
اور قضایائے واقعیہ مین طرف ایسی چیزونکی کہ مخالف ہیں اونمین اقوال صحابہ کے مثل قطع
کرنے ہاتہہ چور کے رؤس اصابع سے اور بیع امہات اولاد وغیرہ کے انتہے اور یہی عبد الحق دہلوی
راس المحدثین نے شرح مشکوۃ مین بعد بیان کرنے روایت ایک رجل کے کہ جس نے عقد کیا اور
بے دخول کئے مرگیا لکھا ہی کہ مذہب علیؑ کا اور اون کے اصحاب کا اور شیعونکا اس مسئلہ مین یہہ
ہے کہ مہر اس عورت کا نہین ہے بسبب عدم دخول کے مگر میراث اوسکو واسطے ہے اور ابن
مسعود کے نزدیک خلاف اسکا ہے اور مذہب ہمارا مذہب ابن مسعود کا ہے پس اس روایت سے
ثابت ہوا کہ مذہب شیعونکا مذہب اہلبیتؑ کا ہے اور مذہب اہل السنن کا مذہب انکی
غیر کا ہے پس شیعہ متمسک ہین قرآن اور اہلبیت نبی انس وجان سے اور اہل السنن
مخالف ہین ان دونون سے پس مذہب اہلبیت علیہم السلام کا واجب القبول و مقبول
ہے اور غیر اس مذہب کے اور سب مذہب باطل والحق احق بالاتباع اب اس جگہہ ترجمہ
رسالہ یوحنا بن اسرائیل کا مناسب مقام دیکھکر فقط سو سطر نقل کیا جاتا ہے کہ جو کوئی
دین محمدیؐ اختیار کرنا چاہے اور دین و ملت سے اس دین مین آنا منظور کرے تو اسطرح تحقیق
کرے جیسا کہ یوحنا نے تحقیق کرکے مذہب حق کو اختیار کیا اور وہ یہہ ہے کہ یوحنا لکھتا
ہے کہ بعد حمد و صلوۃ کے ایسا کہتا ہے یوحنا بن اسرائیل کہ جب ایزد تعالے نے مجھے مواہب
دینیہ اور مطالب یقینیہ سے حصہ بخشا اور دروازہ خزانون کا عقلیہ اور نقلیہ میری
خاطر پر کہولا تو مین ہمیشہ بمقتضائے المومن فی دینیہ قیاس کے تجسس مذہب حق کا کرتا تھا

تا اینکہ دیکھا مین نے کہ ایک عالم اور اکثر بنی آدم مذاہب و ادیان مین حیران و سرگردان ہین بعض
صابیہ ہین کہ دین شیث پیغمبر کا رکہتے ہین بعض مجوسیہ ہین کہ دین زردشت پر ہین بعض
یہود ہین کہ ملت موسیٰ پر ہین بعض نصرانی ہین کہ مذہب عیسوی پر چلتے ہین بعض مسلمان
ہین کہ دین محمدی رکہتے ہین بعض بتون کو پوجتے ہین بعض ستارہ پرستی کرتے ہین بعض آفتاب کی
پرستش کرتے ہین بعض آگ کو خدا جانتے ہین اور اوسکی پرستش کرتے ہین بعض کہتے ہین کہ عالم قدیم
ہے بعض اوسکی حدوث کے قائل ہین بعض کہتے ہین کہ طبائع فاعل ہین اور ہر ایک ان طوائف سے
اسقدر باہم اختلاف رکہتا ہے کہ حد و عد سے باہر ہے مین بیچارہ یہ دیکھکر عاجز ہوا اور جستجو کی
اور کتب سماویہ اور فلسفیہ کو پڑہا اور بہت سا انکا مطالعہ کیا آخر اون سب کے دیکھنے سے یہ امر
تحقیق ہوا کہ دین محمدی سب دینون مین حق ہے اور سب باطل ہین پس مین نے اوس حضرت کا قبول
کیا اور جب مسلمان ہوا اور چاہا کہ اعتقادات اور عبادات اہل اسلام کی جانون تو سب مسلمانونکی
کتابونکو جمع کیا اور اونکا مطالعہ کیا اسقدر اختلاف دین محمدی مین دیکھا کہ اختلافات سابقہ سے بہی
زیادہ تر اور مشکل تر معلوم ہوا اسواسطے کہ بعض کہتے ہین کہ صفات الٰہی عین ذات الوہیت کی ہین
بعض کہتے ہین کہ اوسکی ذات پر زائد ہین بعض کہتے ہین کہ نہ عین ذات ہین نہ زائد بر ذات بعض
کہتے ہین کہ نیک و بد سب خدا سے ہے بعض کہتے ہین کہ سب بندون سے ہے بعض کہتے ہین کہ خدا تکلیف مالا یطاق
کرتا ہے یعنی اوس شے کی تکلیف دیتا ہے جو طاقت بشر سے باہر ہے بعض کہتے ہین کہ تکلیف مالا یطاق
نہین کرتا اسواسطے کہ وہ محال ہے اور محال وہ نہین کرتا بعض کہتے ہین کہ خدا نے کفر کافرین اور فسق
فاسقین مین پیدا کیا ہے بعض کہتے ہین کہ کفر اور فسق سب اختیار بندے مین ہے بعض کہتے ہین کہ گمراہی
اور ضلالت کہ عالم مین واقع ہے سب خدا سے ہے بعض خدا کو اس سے منزہ جانتے ہین بعض کفر اور
فسق اور دروغ کو پیغمبرون پر جائز رکہتے ہین اور اس باب مین ایک کتاب لکہی ہے اور
نام اوسکا تخطئۃ الانبیا رکہا ہے اور بعض انبیا کو معصوم جانتے ہین اور اس باب مین ایک
کتاب بہی لکہی ہے اور نام اسکا تنزیہ الانبیا لکہا ہے بعض خلیفہ بعد رسول اللہ ابوبکر کو جانتے

ہین اور بعض عباس کو اور بعض حضرت علیؑ کو بعض ابوبکر کو اور اوسکی خلافت کو گمراہ جانتے ہین بعض
علی کو منبرون پر ناسزا اور برا کہتے ہین بعض مسلمانون مین سے وضو مین پاؤن کو دہوتے ہین بعض
مسح کرتے ہین بعض فاتحہ مین بسم اللہ پڑہتے ہین اور بعض نہین پڑہتے بعض نماز مین ہاتہہ باندہتے
ہین بعض کہولتے ہین اور ہر ایک ان اہل مذاہب سے اتنا اختلاف کہتے ہین کہ حد سے باہر ہے پس جب
مین نے اس اختلاف کو دیکہا تو سر تحیر کا گریبان تفکر مین ڈالا اور نزدیک تہا کہ مسلمانی سے پشیمان
ہون پہر مینے خیال کیا کہ شاید مین ہی نہ سمجہا ہون اور میری دانست مین نہ آیا ہو ان مشکلات کو
علمائے زمان سے پوچہون تا وہ حل کرین پس ارادہ بغداد کا کیا کہ دار العلم تہا جب مستنصریہ مین کہ
عمدہ مدرسہ تہا پہنچا تو دیکہا کہ چارون مذہب کے علما حاضر ہین ہین انکی مجلس درس مین آنکر بیٹہا
اور کہا کہ اے مسلمانون مین ایک مرد نامسلمان تہا اور اب مسلمان ہوا ہون چاہتا ہون کہ وضو
کرون اور نماز پڑہون مگر نہین جانتا کہ کیونکر کرون تم قربۃً الی اللہ مجہے ارشاد کرو کہ یون کرو پس علمای
امام ابی حنیفہ نے مجہے اپنے طریقہ پر وضو اور نماز بتلائی مینے موہنہ طرف علمای شافعیہ کے کیا اور
کہا کہ تم ہی مجہے اسطرح کے وضو اور نماز کی اجازت دیتے ہو انہون نے کہا کہ نہین ہم تجہے اسطرح پر
کہتے ہین اور دوسری طرح کا وضو اور نماز سکہائی کہ جو اونکی طریقہ پر راست اور درست تہی پہر مین نے
رخ کیا طرف علما مالکی المذہب کے اور اون سے پوچہا کہ آیا تم ہی اسی طریقہ پر رخصت دیتے ہو انہون نے
کہا کہ ہم اسکی رخصت نہین دیتے بلکہ اسطرح چاہیے کرنا اور انہون نے اپنے طریقہ کی نماز اور
وضو بتلایا اسیطرح حنبلیون نے کہا پس جب مینے یہہ حال علما کا دیکہا کہ ایک دوسرے کے طریقہ کو
جائز نہیں کہتا اور باطل کرتا ہے تو اپنی نجات سے نا امید ہوا اور بغایت حیرانی اور پریشانی
دست گریبان ہوئی چارون مذہب کے علما کی طرف موہنہ کیا اور کہا مین تمسے یہ توقع کہتا ہون
کہ تم یہہ بیان کرو کہ رسولخدا کسطرح وضو کرتے تہے اور کسطرح نماز پڑہتے تہے پس ہر ایک نے چارون
اماموں سے کہا کہ جسطرح ہم کرتے ہین اسیطرح رسولخدا بہی کرتے تہے مینے ان سے کہا کہ ای عزیزو
عقل سے بہت دور ہے کہ پیغمبر خدا نے چار مذہب پر عمل کیا ہو چونکہ شافعی بسم اللہ کو فاتحہ سے

پہلے جوب جانتا ہے اور یا الگ مکروہ تو لازم آیا کہ رسول خدا نے نقیضین پر عمل کیا ہو اور یہہ محال ہے
بلکہ حق سب مین ایک ہوگا اور اور باطل قولہ تعالے فماذا بعد الحق الا الضلال پس تمسے توقع
یہہ ہے کہ مجھے ایسے مذہب کی طرف ہدایت کرو کہ وہ مذہب رسول خدا کا ہو حنفی المذہب نے کہا کہ
اے پوچھنا اگر تو اوس مذہب کو چاہتا ہے کہ جو اوپر قرآن اور حدیث نبی انس و جان کے راست اور
درست ہو تو وہ مذہب ابو حنیفہ کا ہے کہ سب سے حق ہے یعنے کہا کہ مین ایسا ہی جانتا تھا لیکن
جب مینے کتب حنفیہ کو دیکھا اور اونکا مطالعہ کیا تو اونمین چند امور ایسے دیکھے کہ وہ عقل اور
نقل سے باہر ہین اوسنے پوچھا کہ وہ کونسے ہین کہا کہ اول یہہ ہے کہ اگر کوئی شخص بول و
غائط کرے اور اپنی تئین نہ دہووے اور وضو کر کر نماز پڑہ لے تو وضو اور نماز اوسکی درست ہے
دوسرے یہہ کہ ابو حنیفہ کے نزدیک پوست سگ مردہ دباغت کیا ہوا پاک ہے اور اسکو
نماز مین پہن سکتا ہے حالانکہ یہہ مخالف ہے نص کلام اللہ کے اور نماز چیز نجس مین نقص ہے
تیسرے یہہ کہ ابو حنیفہ کہتا ہے کہ اگر چور گیہون چراوے اور اوسکو پسوا کر آٹا کرے تو مالک گندم کا
چور سے لا دعوی ہو جائیگا اور اگر صاحب گندم کا اوس آٹے کو چور سے مانگے گا تو دعوی اوسکا جھوٹا
ہوگا یعنی اوسکو مطالبہ چور سے آٹے کا صحیح نہ ہوگا اور اگر اوس آٹے کو چور نہ دے اور صاحب گندم
چور سے لڑے تو وہ صاحب گندم ظالم ہوگا اور خون صاحب گندم کا چور کو مباح ہوگا اور اگر
چور مارا جائیگا تو خداوند گندم کو اوسکی خون مین پکڑ لینگے حالانکہ یہہ بہی مخالف ہے کتاب خدا کی
کہ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل چوتہے یہہ کہ ابو حنیفہ کہتا ہے کہ اگر دو شخصونکی دو ہزار روپیہ
چور چرائے اور ہر ایک کو ملا دے تو سب روپیہ ملک چور کے ہو جاوینگے پانچوین یہہ کہ ابو حنیفہ
کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص لواطہ کرے تو اوسپر حد نہ ہوگی بلکہ تعزیر کرینگے حالانکہ رسول خدا کی حدیث
ہے کہ من عمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول چہٹے یہہ کہ ابو حنیفہ کہتا ہے کہ اگر مسلمان
یہودی کو قتل کرے مسلمان کو اوسکی خون مین قتل کرینگے حالانکہ یہہ خلاف قرآن کے ہے
ولن یجعل اللہ للکافرین علے المومنین سبیلا ساتوین یہہ کہ ابو حنیفہ کہتا ہے کہ اگر آزاد غلام کو

قتل کرے تو اوسکی عوض آزاد کو مارینگے اور یہہ بہی خلاف نص ہے کہ الحر بالحر و العبد بالعبد
اور بہی ابوحنیفہ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص ماں سے یا بہن سے نکاح کرے اور جانکر ماں سے جماع
کرے تو حد اوسپر نہوگی اسواسطے کہ یہہ عقد شبہ ہے اور یہہ بہی خلاف نص ہے کہ الزانی و الزانیۃ
فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ **اور بہی** ابوحنیفہ کہتا ہے کہ اگر مثلاً زید پر چار گواہ زنا کے
گواہی مین اگر زید اون گواہونکی تصدیق کرے تو حد اوسپر سے ساقط ہو جائیگی اور اگر اونکی
تکذیب کرے تو حد اوسپر لازم ہو جائیگی **اور بہی** ابوحنیفہ کہتا ہے کہ جائز ہے کہ قاضی
فاسق ہو اور اگر وہ خطا کرے اور حکم خلاف حکم خدا اور رسول کے دے تو حکم اوسکا باطل نہوگا
**اور بہی** ابوحنیفہ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص دعوی کرے کہ فلان عورت جورو میری ہے اور
فلانے کی جورو نہین ہے اور دو گواہ جہوٹے قاضی کے پاس لاوے قاضی بحسب ظاہر حکم کردیگا
اس ہی کی جورو ہونیکا اور یہہ عورت بگواہی دروغ اس شخص مدعی پر حلال ہو جائیگی ظاہر
مین بہی اور باطن مین بہی اور اس شوہر اول پر کہ جسکی گہر مین تہی حرام ہو جائیگی ظاہر مین بہی
اور باطن مین بہی اور ایسی ہی اگر کوئی عورت دعوی کرے کہ شوہر نے اوسکو طلاق دی اور گواہ
لاوے قاضی بحسب ظاہر حکم کریگا کہ بتحقیق شوہر نے اوسکو طلاق دی پس وہ عورت شوہر پر
حرام ہو جائیگی اور سب پر حلال اور گواہون پر بہی حلال ہو جائیگی اگرچہ عمداً گواہونے جہوٹی
گواہی دی ہو اور یہہ مخالف عقل اور نقل کے ہے یوحنا کہتا ہے کہ جب مینے یہہ باتین کہین
تو دانشمندان جاہل مجہسے بدبر ہوئے اور کہا کہ یہہ باتین اور اعتراض اہل بدعت کی ہین اور
امام ابوحنیفہ مجتہد تہا اگر مجتہد خطا کرے تو اوسکو ایک اجر ہوتا ہے اور اگر صواب کرے تو
دو اجر ہوتے ہین یوحنا نے کہا کہ اگر رافضی لوگ کہین کہ ہمنے اچہا کیا جنگ مین تین با کے
پس اگر خطا کی ہمنے تو ایک اجر ہوگا والا دو اجر تو پس جواب انکا کیا ہوگا جب یہہ باتین
درمیان مین آئیں تو اطراف سے اور جوانب سے آوازین بلند ہوئین اور ایک عالم نے علمائے شافعیہ
مین سے مجہسے کہا کہ اے یوحنا اگر چاہتا ہے مذہب حق کو جو موافق کلام خدا اور حدیث رسول کا

مجتبیٰ کی ہو تو مذہب شافعی کا خفا آیا کہ جب حنفی مذہب نے یہہ بات سُنی تو تحمل نہ کر سکا اور کہا کہ اے شافعی مذہب امام تیرا کیا تحقیق رکہتا ہتا اول یہہ کہ وہ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اوس سے دختر پیدا ہو تو وہ شخص اس دختر سے عقد کر سکتا ہے اور وطی اوسکی اوسپر حلال ہو گی بلکہ اپنی بہنوں سے بہی کہ جو زنا سے پیدا ہوئی ہون اگرچہ وہ بہنیں پدر مادری ہون یعنی ایک ماں باپ سے عقد اور وطی کر سکتا ہے اے شافعی تجہے شرم نہیں آتی کہ تو ایسی مذہب کے کہ مانند مذہب گبر کے ہو اوسکو مذہب امام ابو حنیفہ سے بہتر کہتا ہے پس شافعی نے کہا کہ اے حنفی المذہب تجہے شرم چاہیئے کیونکہ ابو حنیفہ دو مسئلہ کہتا ہے کہ وہ دونون عقل و نقل سے دور ہین اور کسی مذہب و ملت پر راست و درست نہین آتے ایک اون مین سے یہہ ہے کہ اگر کوئی شخص دختر باکرہ اپنی کو ہندوستان مین کسی شخص کو دیوے اور وہ دختر روم مین ہو اور جب وہ شخص ہندوستان سے روم مین آوے اور گہر مین داخل ہو اور دیکہے کہ وہ عورت کہ جسکو باکرہ عقد مین لایا ہتا چند فرزند آگے اور ایک شکم مین رکہتی ہے اور وہ بیچارہ کہے کہ مینے تو ہند مین اس عورت سے حالت بکر مین اسکو عقد کیا ہتا اور کبہی اسکو نہ دیکہا ہتا اور ہاتہ اسکو نہ لگایا ہتا تو ابو حنیفہ کہتا ہے کہ یہہ فرزند اسی شخص کے ہو سکتے ہین شاید کہ فرشتگان نقال نے وقت احتلام آب منی کو اسکی لاکر اس عورت کے رحم مین رکہدیا ہوا ور اوس نطفہ سے یہہ فرزند وجود مین آئے ہون اور دوسرا مسئلہ یہہ ہے کہ اگر کوئی شخص غائب ہو جائے اور اوسکے غیبوبت کو مدت گذر جائے اور اوسکی جورو سے کہین کہ شوہر تیرا مر گیا اور وہ عدہ وفات کا رکہے اور بعد عدہ کے دوسرے مرد سے نکاح کرے اور اس مرد ثانی سے کئی بچے پیدا ہون اور من بعد یہہ دوسرا شوہر غائب ہو جاوے اور شوہر اول پیدا ہو تو یہہ سب فرزند شوہر اول کے ہونگے اور اوسکی میراث لینگے اور یہہ اونکی میراث لیگا اور اس شوہر دویم کو کہ باپ ان فرزندونکا ہے اپنے ان فرزندون مین کچہہ حق نہ ہوگا یوحنا کہتا ہے کہ جب شافعی نے یہہ بات کہی تو دونون آپسمین لڑنے لگے اور کار بجدال منتہی ہوا مین نے کہا کہ اے عزیزو مین واللہ دونون مذہبون سے بیزار ہوا اور

کسیکو ان دونو مین سے خطا نہیں کرتا تم آپسمین جنگ و جدل نہ کرو پس مالکی المذہب نے میری
طرف توجہ کی اور کہا کہ اے یوحنا ابو حنیفہ اور شافعی جو کہتے ہین قیاس سے کہتے ہین امام مالک نے
اپنا مذہب نص اور روایت سے ثابت کیا ہے پس اگر تو اس مذہب کو خطا کریگا تو حق کو خطا
کریگا اور جب مالکی نے یہہ بات کہی تو حنفی معارض اوسکا ہوا اور کہا کہ اگرچہ مالک قیاس
اور رتبہا نہین کرتا مگر اوسکی مذہب مین بہت سے ایسے چیزین ہین کہ جو مخالف ہین قرآن اور
احادیث خیر الانام کے جیسا کہ سگ بچہ کے کہانے کو اور وطی حرام کو حلال جانتا ہے آعوذ باللہ کہ
نماز مین منع کرتا ہے بسم اللہ کو فاتحہ مین مکروہ جانتا ہے تشہد آخر کو نماز مین اور صلوٰۃ کو
تسبیح مین واجب نہین جانتا اور یہہ سب مخالف کتاب خدا اور سنت رسول اللہ کے ہے
مالکی المذہب نے جو یہہ سنا تو غصہ ہوا اور کہا کہ اگرچہ یہہ مالک کے نزدیک ہے مگر ابوحنیفہ ان سے
غریب تر اور عجیب تر کہتا ہے کہ غسل جنابت اور وضو بغیر نیت کے کرلے نجاست آدمی کو پیشانی پر
رکہہ لے وقت سجدہ کے سورہ فاتحہ کو فارسی مین پڑہ لے بعد فاتحہ کے آمین کہے اور بقدر
سانس لینے کے سر سجدے سے اوٹہالے پہلے سلام کے اگر گوز عمدًا مارے تو نماز درست ہے اور جو خطا سے
پاد دے تو نماز باطل ہے پس جو شخص خدا کی اسطرح پر پرستش کرے اوسکو کچھ تحقیق نہین پس ما بین
حنفی اور مالکی کے نزع ہونے لگی کہ حاضرین مجلس دونون مذہبون سے بیزار ہوگئے پہر حنبلی میری طرف
مخاطب ہوا اور کہا کہ اے یوحنا تو ملول اور غمگین نہ ہو کہ مین تجہی ایسے مذہب کی طرف دلالت
کرتا ہون کہ نہایت پاکی اور بغایت پاکیزگی مین ہو اور وہ مذہب احمد حنبل کا ہے مالکی المذہب نے
جو یہہ سنا تو روترش ہوا اور کہا کہ اے حنبلی امام تیرا شاگرد ہے امام شافعی کا اور امام شافعی شاگرد
ہے امام مالک کا جو تجہی نہین پہونچتا کہ تو مذہب احمد حنبل کو ہمارے مذہب پر غالب جانے باوجود
اسکی کہ تیرے امام نے کئی جگہہ خطا کی ہین ایک یہہ کہ وہ کہتا ہے کہ خدا تعالے جسم ہے اور عرش پر
بیٹہتا ہے اور عرش سے چار انگشت بلند ہے اور ہر شب آدینہ بامہائے مساجد پر بشکل امرد نعلین
مروارید پہنے ہوئے گدہے پر سوار اترتا ہے اور اوس شب کو آخور خدا کے گدہے کے واسطے مسجد کی

کوٹھون پر جمع کرتے ہین اور اوسمین جو ڈال دیتے ہین تا کہ ہا خدا کا اوسکو کہا دے اور کہتا ہے کہ پوست
سور کا اوباعث سے پاک ہوتا ہے اوسپر نماز پڑھ سکتے ہین پس جو شخص ایسے مقال اور ایسا حال رکھتا ہو
تو کیونکر ایسے مذہب پے عمل کیا جاوے غرض چارون مذہبون مین نزاع واقع ہوئی اور قیل و قال بڑی
اور ایک دوسرے کی تذلیل کرنے لگا جب مینے یہہ حال دیکھا تو کہا کہ اے عزیزو واللہ تمہاری ملتین
دین اسلام مین شک ڈالتی ہین اوسواسطے کہ کمال رسوائی ہے کہ دین محمدی اس صفت پر ہو اب مین
تمسے ایک مطلب کہتا ہون اور قسم دیتا ہون خدائے عزوجل کی کہ تم یہہ کہو کہ سوا ان چار
مذہبون کے مسلمان اور بہی کوئی مذہب رکھتے ہین کہا ہان ایک مذہب رافضیون کا ہے مگر وہ بہت قلیل
ہے اور ضعیف اور باطل یوحنا کہتا ہے کہ مینے کہا کہ قلت انکی دلیل انکے بطلان کی نہین ہوسکتی ۔
اور تمہاری کثرت دلیل تمہاری حقیت کی نہین ہوسکتی اوسواسطے کہ مینے تمہارے قرآن مین اکثر جگہہ
مدح قلیل کی اور مذمت کثیر کی دیکھی چنانچہ قلیل من عبادی الشکور و قلیل ممن نجینا منہم یہہ تو
مدح قلیل کی ہے اور ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ و ما کان اکثرہم مومنین و لا
تجد اکثرہم شاکرین و کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ وغیرہ کہ یہہ مذمت کثیر کی ہے
پس اونکی قلت اور تمہاری کثرت دلیل بطلان اور حقیت کے نہین ہوسکتی یا اینہمہ تمسے یہہ توقع
رکھتا ہون کہ تم کسیکو اونمین سے یہان بلاؤ تا مین سنون کہ وہ کیا کہتے ہین علمانے کہا کہ اونمین
اتنی جرأت کہان ہے کہ اپنی تئین ظاہر کرین یا کسی مجلس مین بیٹھین اوسواسطے کہ ہمنے حکم اونکی قتل کا
دے رکہا ہے کہ وہ واجب القتل ہین یوحنا کہتا ہے کہ مینے کہا کہ تم اونکو کیون واجب القتل
جانتے ہو کیا یگانگی خدا کا اقرار نہین کرتے کہا ہان کرتے ہین پہر مینے کہا کیا پیغمبر کا اقرار نہین
کرتے کہا یہہ بہی نہین مینے کہا کہ کیا یہہ قرآن اور نماز اور روزہ اور حج اور زکوة اور جہاد کا اقرار
نہین رکہتے کہا کہ نہین بلکہ رکہتے ہین مینے کہا کہ پہر کیا صراط اور حساب اور میزان اور حشر اور سوال قبر کا
اقرار نہین کرتے کہا ہان کہتے ہین مینے کہا کہ پہر کیا شراب اور زنا اور لواطہ اور فسق و فجور کو مباح
جانتے ہین کہا نہین مباح نہین جانتے پس یوحنا کہتا ہے کہ مینے کہا کہ عجب حال ہے کہ جو جماعت

خداکو یگانہ اور محمدؐ کو پیغمبر جانے اور قیامت اور حشر و نشر اور صراط اور میزان اور بہشت اور دوزخ اور جمیع ضروریات دین کا کہ جن چیزوں کی خبر پیغمبر نے دی اقرار کرین اور شراب اور زنا اور فسق اور ربا اور خون ناحق اور مال ناحق کو حرام جانین اور اوس سے پرہیز کرین وہ واجب القتل کیونکر ہوئے یہہ امر تمہاری مسلمانی سے دور اور انصاف سے بعید ہے علما نے کہا کہ یہہ لوگ بداعتقاد ہین کہ کہتے ہین کہ بندے کو طاعت اور معصیت مین اختیار ہے اور خدا تعالے ظلم اور شرک اور کفر کو نہین چاہتا اور اوسکے ارادے سے واقع نہین ہوتا اور جو بدی ہے وہ بندہ سے ہی نہ خدا سے یوحنا کہتا ہے کہ واللہ یہہ اعتقاد مجھے خوب معلوم ہوتا ہے اور یہی چاہئے اسواسطے کہ اگر خدا ہم سے بدیون کو چاہے تو پھر شیطان سے اعوذ باللہ کیون چاہئے کہنا بلکہ خدا سے اعوذ چاہئے کہنا دوسرے یہہ کہ اگر خدا کفر اور فسق اور ظلم اور معصیت بندون سے چاہے تو پھر کیون قیامت کے دن ظالم اور فاسق اور کافر کو عذاب کرے کیونکہ جو خدا نے چاہا وہی بندے نے کیا دوسرے لازم آتا ہے کہ خدا ہی نے چاہا کہ شیطان آدمیون کو گمراہ کرے اور فریب دے پس شیطان نے چاہا ہوا خدا کا کیا جو کچھ کیا بلکہ چاہئے کہ خدا ہی نے شیطان کو گمراہ کیا ہو اور کافرونکو کافر اور عاصیون اور فاسقون نے مراد خدا پر عمل کیا ہو پس خدا کو ان لوگون پر کوئی حجت نہ ہو اب تم ہی اپنے دل مین خیال کرو کہ کوئی عقلمند اس بات کو روا رکھتا ہے کہ پروردگار حکیم علیم بندہ کو پیدا کرے اور اوسے کچھ اختیار نہ دے اوسکے کامون مین اور چاہے کہ بندہ کافر ہو اور بندے کو دفع کفر پر قدرت نہ ہو اور جبکہ بغیر اپنے اختیار کے کافر ہو تو اوسکو جہنم مین داخل کرے اور ساتھہ انواع عقوبات کی عذاب کرے سبحان اللہ اگر کوئی شخص ایسے کام کی نسبت کسی ادنے مخلوق کی طرف کرے تو اوسکو ملامت کرین تو پس کیونکر خدائے علیم و حکیم کی طرف اسکی نسبت کرنا جائز اور روا ہو اور یہہ کام مثل اس کے ہی کہ ایک شخص لڑکے کے ہاتھہ اور پاؤن باندہکر پانی مین ڈالدے اور جب اوسکی کپڑے بہیگ جائین تو اوسکو مارے کہ تونے کپڑے کیون بہگوئے اور کیونکر ہوسکے کہ خدا بندے کو ایمان سے روگردان کرے اور پھر کہے کہ

اِنْ تکفرون تم ایمان سے کیون پھر گئے اور آپ ہی ان سے حق کو ساتھہ باطل کے پوشیدہ کروا کے اور
پھر آپ ہی کہے کہ لما تلبسوا الحق بالباطل تمنے حق کو ساتھہ باطل کے کیون چھپایا اور آپ ہی بندون کو
ایمان سے پہیر دیوے اور پہر آپ ہی کہے ماذا علیہم بامنوا باللہ والیوم آخر اور کیونکر جائز اور روا ہو کہ
آپ ہی بندونکو راہ سے پہیر دے اور پہر آپ ہی فرمائے کہ فاین تذہبون - کہان جاتے ہو تم
اور آپ ہی انکو بے اختیار دین خدا سے باز رکہے اور آپ ہی کہے کہ فما لہم عن التذکرہ معرضین
قرآن مجید مین خدا تعالے نے بہت سے آیہ ایسی بہیجی ہین کہ وہ صراحتہً دلالت کرتے ہین اس بات پر کہ
بندے کو طاعت اور معصیت مین اختیار دیا ہے از انجملہ من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء
فعلیہا یعنی جس شخص نے عمل کیا نیک پس واسطے نفس اپنے کے ہے اور جس شخص نے عمل کیا بُرا
پس ضرر اوسکا اوپر نفس اوس کے ہے دوسرے یہہ کہ سرزنش کی ہے خدا نے اون لوگون کو جنہون نے
کہا کہ اگر خدا نچاہتا کہ ہم مشرک ہون تو ہم مشرک ہوتے اور شرک یہان ہمارا خواستہ خدا ہے جیسا
کہ فرمایا سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا آباؤنا ولا حرمنا من شیئی یعنی نزدیک ہے کہ
کہیں شرک لانیوالے کہ اگر چاہتا خدا تو نہ شرک کرتے ہم اور نہ آبا ہمارے اور نہ حرام کرتے ہم ساتہہ
کسی چیز کے کذلک کذب الذین من قبلہم حتی ذوقوا بأسنا قل ہل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان تتبعون
الا الظن وان انتم الا تخرصون یعنی ایسی ہی تکذیب کی ہے اون لوگون نے کہ جو پہلے تم سے
تہے تا اینکہ چکھا عذاب کو پس کہو اے محمد آیا نزدیک تمہارے کوئی علم ساتہہ اس بات کی
ہے پس نکالو اور ظاہر کرو اوسکو ہمارے واسطے نہین ہے مگر یہہ کہ جہوٹ بولتے ہو تم پس جبکہ خدا تعالے نے
ایسا فرمایا ہے تو یہہ یقین معلوم ہوا ہمیں کہ خدا شرک نہین چاہتا پس اس بات پر رفضیونکو
کیون واجب القتل جانتے ہو علما نے کہا کہ ہم رافضیونکو اسواسطے واجب القتل جانتے
ہین کہ وہ کہتے ہین کہ رسول خدا نے علیؑ ابن ابی طالب پر نص کی کہ خلیفہ وہ ہوا اور اوسکو
خلیفہ اور قائم مقام پیغمبر کا جانتے ہین اور ابوبکر کو خلیفہ نہین جانتے یوحنا کہتا ہے کہ مین نے
کہا کہ تم سب امام فخر الدین رازی اور صاحب تفسیر التنزیل کی باب مین کیا کہتے ہو علما نے

کہاکہ وہ اکابر علما ہمارے سے ہے یوحنانے کہاکہ تم انکی روایت کو قبول کہتی ہو کہاکیون ہنین قبول کہتے
یوحنانے کہاکہ معالم التنزیل مین بیچ تفسیر انذر عشیرتک الاقربین کے بیان کیاہے کہ رسولخدانے یوم الدار
جوبنی عبدالمطلب کے بہائی کی تو ان سے کہا قد جئتکم بخیر الدنیا والاخرۃ فایکم یوازنی علیہ یعنی اے فرزندان
عبدالمطلب آیاہون مین تمہارے پاس ساتھہ خیر دنیا اور آخرت کی پس کونساہے تم مین کہ میری یاری
اور مدد کرے اوس کام مین اور وزیر اور خلیفہ ہو میرا بعد میرے پس حضرت علیؑ نے کہاکہ مین یا
رسول اللہ آپنے فرمایاکہ انت اخی وخلیفتی من بعدی یعنی تو بہائی میرا اور خلیفہ میرا اور وزیر میرا
اور وصی میرا ہے بعد میرے پس جبکہ عالم تمہاراکہ مرجع تمام علما تمہاری کاہے ایسے روایت کو بیان
کرے تو پہر تم کیونکر کہتے ہو کہ رفضی واجب القتل ہین اور بہی احمد حنبل کہ ایک امام اربعہ تمہارے
سے ہے اپنی مسند مین لکہتاہے کہ سلمان فارسی نے رسولخدا سے پوچہاکہ وصی آپکا کون ہے فرمایا
کہ وصی میرے بہائی موسیٰ کاکون تہا عرض کی یوشع ابن نون فرمایاکہ پس وصی میرا اور وارث
میراکہ بعد میرے میرے دین کو نگاہ رکہے اور وعدے میرے امت کو پہنچاوے وہ
علیؑ ابن ابیطالب ہے پہر یوحنانے کہاکہ مین نے تمہاری کتابونمین بہت دیکہاہے کہ حدیث
غدیر خم کو نقل کیاہے ازانجملہ مسند احمد حنبل ہے پس رافضی اس قول پر واجب القتل نہین
ہوسکتے دوسرے علمانے کہاکہ ہم اس روایت کی تاویل کرتے ہین سو سلئے کہ اجماع منعقد ہواہے
صحت خلافت ابوبکر پر یوحنانے کہاکہ رفضی تمہارے اجماع کو منعقد اور مسلم نہین جانتے
بلکہ کہتے ہین کہ بیعت ابوبکر کی کسی کی اختیار سے نہین ہوئی اسو اسطے کہ عمر نے بر سر منبر کہاکہ
کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ وقی اللہ شرہا فمن عاد الی مثلہا فاقتلوہ یعنے بیعت ابوبکر کی ناگہانی اور
اور بے اصل تہی خدانے شر اوسکا دفع کیا پس جو شخص کہ بار دیگر ایسا کریگا اوسکو قتل کرو اور
دلیل ہے اسپر کہ خلافت ابوبکر کی بے بنیاد اور بے اصل ہے پس جب ایسا ہو تو امامت ابوبکر
وغیرہ کی مشکوک فیہا اور غیر صحیح ہوئی اور بہی صحیح بخاری مین بحیطریق روایت کے ہے کہ فاطمہؑ
بنت رسول اللہ نے ابوبکر سے اپنے باپ کی میراث طلب کی اور ابوبکر نے اوسکو نہ دی

اور اس سبب سے فاطمہ مغضبناک ہوئین ابوبکر پر اور بعد اوس کے جب تک زندہ رہین ابوبکر سے بات
نہ کی اور وصیت کی امیر المومنین کو کہ مجھے شب کو دفن کرنا تا کہ یہہ لوگ میرے جنازہ پر آنے نہ
پاوین اور حضرت علی نے اونکو شب ہی کو دفن کیا اور کسیکو خبر نہ کی آیا یہہ امر تمہارے نزدیک
بھی ثابت ہے یا نہین علما نے کہا کہ ہان صحیح ہے بخاری اور مسلم مین ایسا ہی ہے اور اس سے
زیادہ بھی ہے پس یوحنا نے کہا کہ اے عزیزو تو پس تمھین رافضی چاہئے کہنا کہ تم کہتے ہو کہ
ابوبکر نے فاطمہ دختر رسول کو آزردہ کیا پس رسولخدا کو آزردہ کیا اور حالانکہ قرآن مجید مین وارد ہے
کہ جس نے رسولخدا کو آزردہ کیا وہ کافر ہے اور جیسا کہ فرمایا کہ ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم
اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا جب علما نے یہہ بات سنی تو برہم ہوئے اور چاہا کہ اس
بات کو صلاح مین لاوین مگر اصلاح مین نہ لا سکے کمال مضطرب ہوئے اور اس بات سے اپنی
تئین دوسری بات مین ڈالا اور کہا کہ روافض ان باتون سے حجت پکڑتے ہین اور ہم یقینا جانتے
ہین کہ علماء ماضیہ اور کملاء گذشتہ ابوبکر اور عمر سے مخالفت نہ رکھتے تھے اور اونکی صحت خلافت
مین باہم گر متابعت کرتی تھے اور ہم انکی پیروی کرتے ہین کہ یہہ اصحاب رسولخدا کے تھے اور
اوس جناب کے ساتھ اکثر جہاد کیا اگر خدا کو یہہ معلوم ہوتا کہ ان سے بدی صادر ہوگی تو
اپنے رسول کو خبر کرتا اور رسول خدا انکو نیست و نابود کرتے اور جبکہ ایسا نہوا تو معلوم ہوا کہ یہہ
سب شبہ کی باتین ہین اور اصل یہہ ہے کہ سب صحابہ رسول ناجی ہین اور رستگار یوحنا نے
کہا تم نے خوب فرمایا لیکن یہہ لازم نہین ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ حال حیات رسول مین نیک
ہون اور بعد وفات رسول بد ہو گئے ہون اور اوس ہی حالت اصلی اول پر رجوع کی ہو
ہو سو اسطرح کہ مینے تمہاری صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین دیکھا ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ بروز
قیامت مین حوض کوثر پر ہونگا اور ایک گروہ صحاب کی میرے پاس آئینگی مین چاہونگا کہ
اونکو پانی دون کہ فرشتے اونکو اوٹھالے جاینگے طرف اصحاب شمال کے مین اوسوقت
فریاد کرونگا اور کہونگا کہ پروردگار یہہ اصحاب اور یار میرے ہین خطاب پہونچیگا جانب رب

ارباب سے کہ اے محمدؐ تو نہین جانتا کہ اونہون نے بعد تیرے کیا کیا کیا ہے اوس ہی روز کہ تو نے
وفات پائی یہہ لوگ تیرے دین سے پہر گئے پس خداوند عالم سب کو جہنم مین بہیجدے گا
اب مین تم سے پوچھتا ہون کہ یہہ صحابہ کون ہین جب مین نے یہہ کہا تو سبنے سر جھکا لیا
اور فکر مین گئے اور آپسمین کہا کہ واللہ حق ظاہر ہوا اور حق طرف رافضیونکے ہے اور ہم نہین
جانتے کہ کیا سبب ہے کہ آئمہ اور علما ہمارے جمع ہوئے ان کے بطلان مذہب پر اور اتفاق کیا
انکی لعن طعن پر پس یوحنا نے کہا کہ ہان مین بہی نہین جانتا کہ کیون علما نے جمع کیا اوپر طعن
اس مذہب کے اور انکو واجب القتل جانا علما نے کہا کہ اگر کوئی دلیل اس کی بیان کرے تو ہم
اور لو الکا دین و ملت خطا کرین یوحنا نے کہا کہ اے عزیز ہمین کوئی کلام نہین کہ رافضی
کہتے ہین کہ خلافت اور بیعت درست نہین بلکہ صحت خلافت ساتہ نص رسولخدا کی ہے اور جائے
کہ خلافت دوام ہو اور خلفائے بنی عباس نے پانچ سو برس خلافت کی اور ممالک اسلام مین
پادشاہ ہے حالانکہ رسولخدا نے کسی پر انمین سے نص نہین کی تہی اور کوئی انمین سے معصوم
بہی نہ تہا پس اگر مذہب رافضیوں کا صحیح رکہتے اور اوسپر عمل کرتے تو لازم تہا انکو کہ اپنی بیتین خلافت
سے معزول کرتے اور فرزندان امیر المومنینؑ کو خلافت سپرد کر دیتے مگر یہہ امر ان پر بہت دشوار
اور مشکل تہا خصوص جس صورت مین کہ ایک نے ان خلفا مین سے اپنی باپ کو خلافت کیواسطے
قتل کیا ہو اور روم کو اپنی بیعت کیواسطے دعوت کیا ہو اوس دستور پر کہ صدر اول مین صحابہ نے
علیؑ ابن ابی طالب سے بیعت نہ کی اور ابوبکر سے بیعت کر لی اور چونکہ یہہ بادشاہ تہے تو بیعت
درست ہو گئی اور علما اور فضلا اور قضات اور مفتی اور واعظون نے بنا پر حب جاہ اور منصب
دنیا کے ان روایات کو پس پشت ڈالکر اور نہ سنا ہو اگردان کر دلیل و حجت صحت خلافت
ابوبکر پر برانگیختہ اور قائم کئے اور عوام الناس کو انکی بیعت کی طرف رغبت دلائی اور انکی
دعوت کی طرف رغبت اور انکی بیعت کی طرف مائل کیا اور اسیطرح پر فرزندون نے متابعت
اپنے باپونکی کی اور اس ہی نہج پر خلف سلف سے تعصب اور عناد اور تصلب کو میراث لیگئی

اور نہیں تو حق ظاہر ہے اور آپ ہی اونہون نے اپنی کتاب مین لکھا ہے اور کچھ شک نہین کہ عاقل اور
بالغ پر وجب ہے کہ اپنے دین مین جستجو کرے اور کسی کی اس مین تقلید نہ کرے کہ خدا تعالے نے قرآن
اور سب کتب سماویہ مین تقلید کی مذمت کی ہے اور خبر دی ہے اسکی کہ جو کوئی گمراہ ہوا وہ بسبب
تقلید کے ہوا ہے پس تم ہی فکر کرو کہ حق کیا ہے یوحنا نے جب یہہ بات کہی تو سبنے کہا کہ اے
یوحنا تو ہمسے راہ پانے آیا تھا مگر درحقیقت تونے ہمکو راہ دکھلائی اور ہدایت اور ضلالت اور گمراہی
مین سے نکالا اور حق یہہ ہے جو تو کہتا ہے اور خدا ہمپر گواہ ہے کہ ہم اس سے کبھی عدول نہ کرینگے
اور اس سنت سے نہ پھرینگے - والحق احق بالاتباع والسلام علی من اتبع الہدی تمام ہوا رسالہ
یوحنا کا اب جاننا چاہیئے کہ غرض ہماری نقل کرنے سے اس رسالہ کے فقط یہہ ہے کہ جو کوئی شخص
دین محمدی کو اختیار کرنا چاہتا ہے تو اوسکو لازم ہے کہ اسطرح کی تحقیق کرکے دین حق کو پیدا کرے
اب واضح ہو کہ یہہ احقر العباد بعد تمام اس تمہید پند آمیز نصیحت خیز کی عنان توجہ طرف
جواب رسالہ ہدایت المبتدعین کے منعطف کرتا ہے **قولہ** بعض بعض ناواقف جب ایسی شخص کو
دیکھتے ہین کہ ایسی چیزون سے کہ جنکی شرع مین کچھ اصل نہین منع کرتا ہے تو کہتے ہین کہ یہہ وہابی ہے اسکی
بات ماننا نہ چاہیئے آہ **اقول** صاحب رسالہ بسبب اسکی کہ یہہ مذہب حادثہ محمدیہ ہے اپنے تئین
اس زمرہ سے بچاتا ہے حالانکہ یہہ امر بہت دشوار بلکہ محال ہے اسواسطے کہ عند العقلا مقرر و معہود ہے
کہ جو شخص کسی شخص کا معتقد اور اوسکے افعال اور اقوال کا پابند اور اوسکی طریق کا سالک اور اسکی
مسلک کا مروج اور اوسکی قوانین کا متبع ہوتا ہے اوسکو اوس ہی کی طرف منسوب کرتے
ہین اور یہی سبب ہے کہ چونکہ شیعیان اہلبیت مطیع فرمان واجب الاذعان اہلبیت نبی الانس والجان ہیں
اور ائمہ اثنی عشر کے تابع احکام تو اونکو امامیہ اور اثنا عشریہ کہتے ہین اور جو لوگ فرقہ تسنن سے
امام ابو حنیفہ کے تابع اور مقلد ہین اونکو حنفیہ کہتے ہین وعلی ہذا تم لوگ تابع ہو اپنے دین و
آئین مین عبد الوہاب کے اور اوسکی طریقہ مخترعہ اور مسائل موضوعہ کے پابند اور مذہب جدیدہ کے
ترویج اور تشہیر مین ساعی و سرگرم اسواسطے تمکو وہابی کہتے ہین اب تم ہرچند اپنے تئین اس لقب

مبارک سے بچاؤ مگر بچ نہین سکتے اور یہہ جو لکھا ہے کہ جب کسی شخصکو دیکھتے ہین الخ یہہ بات
غلط ہے بلکہ وہابی اوسی شخص کو کہتے ہین کہ جو منع کرتا ہے اون چیزونکو کہ جو نزد فرقہ اہل سنت نز
شرع مین جائز اور مباح ہین جیسا کہ آگے آوے گا **قال** صاحب الرسالہ سواس باب مین
بہی مختصر تقریر بیان کیجاتی ہے اوسکو بگوش ہوش سننا چاہیے تفصیل اس کی بطریق اجمال یہہ ہے
کہ ہم لوگ جو ان چیزون سے منع کرتے ہین سو اسطرح کہ احادیث مین بدعت کی بہت برائی آئی ہے
حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اور یہہ بہی
فرمایا ہے کہ من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد اور یہہ بہی فرمایا لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صلوۃ
ولا صوما ولا صدقۃ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا ویخرج من الاسلام کما تخرج الشعرہ
من العجین روایت کیا ہے اسکو بیہقی اور ابن ماجہ نے خلاصہ اس حدیث کا یہہ ہے کہ اللہ تعالے
قبول نہین کرتا بدعتی کی نماز اور روزہ اور حج اور فرض اور نفل اور نکل جاتا ہے اسلام سے
جیسا کہ نکل جاتا ہے بال خمیر مین سے اور مشکوۃ شریف مین ہے من وقر صاحب بدعۃ فقد
اعان علی ہدم الاسلام کہ بدعتی کی جسنے تعظیم کی گویا اوسنے مدد کی اوپر ڈہانے اسلام کے
جب یہہ بات بیان ہو چکی تو اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ اصل مذہب اہل سنت یہی ہے
کہ آدمی طریق آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام اور صحابہ کرام اور سلف صالح کو اختیار کرے اور
بدعت سے مجتنب ہووے حضرت غوث الاعظم نے یہی فرمایا ہے وہابی مذہب والون کو
اسمین کچھہ دخل نہین ہم کتب احادیث اور کتب علماء کبار سے ایسے چیزونکی ممانعت ثابت
کرتے ہین کہ اہل بدعت بہی اونکو اپنا پیشوا سمجھتے ہین جاہلونکا قاعدہ ہے کہ جو شخص تابع
سنت ہو اوسکو وہابی کہتے ہین گور پرستون اور تعزیہ پرستون نے یہہ بات نکالی ہے
آہ **اقول** مخفی نہ رہے کہ مقتضائے مقام یہہ ہے کہ اولاً معنی بدعت کی موافق اور مطابق
دونون فرقون کے بیان کئے جائین من بعد جو حسن قبح اوس پر مترتب و متفرع
ہوں گوش گذار صاحبان عقل و تمیز کی کی جائین لہذا اولاً معنی بدعت کی اوپر طبق مذہب

مبتدعین کے بیان ہوتی ہین پہر بعد اس کے معانی اوس کے اوپر طریقہ وہابیہ کے بیان کئے
جاینگے - واضح ہو کہ بنابر اصطلاح فرقۂ اول جو چیز کہ بعد زمانہ رسول خدا کے حادث ہوا ور
اوس کا حکم بالتصریح شرع مین پایا نہ جائے اور کسی اصل کے تحت مین داخل نہ ہوا وسکو بدعت
کہتے ہین اور وہ دو قسم پر ہے حسنہ و سیئہ پس اس تعریف کا حق تو یہہ ہے کہ وہ لوگ کہ جنہون نے
زمانۂ رسول خدا مین احکامات خدا و رسول کو رد کیا اور اپنی احکام خلاف ونکی حکمون کے جاری کئے
زمرۂ بدعتیون سے خارج ہوئے اور علماء اس فرقہ نے قید بعدیۃ وغیرہ کے تعریف بدعت
مین فقط واسطے اخراج خلفاء راشدین کے اس تعریف سے لگائے ہین والا اگر یہہ قید نہ ہوتی
تو خلفا ہی زمرہ بدعتیون مین داخل ہو جاتے بلکہ کچہہ بڑہکر انکا نام رکہا جاتا اسواسطے کہ ان حضرات
نے اکثر حکم خدا اور رسول کو رد کیا اور بدعت فقط عبارت ہی ایجاد امر سے دین مین کہ جسکا
حکم بتصریح شرع مین پایا نہ جاتا ہو نہ یہہ کہ جس امر کا حکم کرنے و کرنے کا جانب خدا اور رسول سے
صادر ہوا ہو اوسکو رد کرے اور خلاف اوسکا عمل مین لاوے جیسا کہ رسول خدا نے خلفا کو حکم
دیا کہ تم لشکر اسامہ مین داخل ہوکر اوسکے ساتہہ جہاد پر جاؤ اور اس حکم کو موکد بلعن کیا کہ لعن
اللہ من تخلف عن جیش اسامہ یعنی لعنت خدا کی اوس شخص پر کہ جو تخلف کرے جیش اسامہ سے
یعنی اُس کے ساتہہ نہ جائے اور اُس سے پہر آئے اور یہہ حضرات اوس سے پہر آئے اور
لشکر کے ساتہہ نہ گئے اور رد کیا حکم رسول بلکہ حکم خدا کو اسواسطے کہ رسول خدا بے حکم خدا کسی
امر کا حکم نہ دیتے تہے کہ ما ینطق عن الھوا ان ھو الا وحی یوحی سے ثابت ہے جیسا کہ رئیس
المتکلمین اہل السنن محمد شہرستانی نے کتاب ملل و نحل مین اور میر سید شریف نے آمدی
سے کہ امام و پیشوا انکا ہے شرح مواقف مین اوراور ونے حال ان صاحبون کے پہر آنے کا
لکہا ہے اور جیسے کہ رسول خدا نے انکو حکم دیا کہ ہلمو اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی
یعنی آؤ تم تا واسطے تمہارے لکہون ایک ایسا نوشتہ کہ بعد میرے ہرگز ضلالت
اور گمراہی مین نہ پڑو یہہ روایت تو موافق صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جمع بین الصحیحین اور

مشکات کی ہے اور شرح سابقہ مین بجائے بلواکے ایتونی بقرطاس ہے یعنی لاؤ تم کاغذ اور
صاحب ملل ونحل نے ایتونی بدوات و قرطاس لکھا ہے یعنی دوات و کاغذ لاؤ اور ابن ابی الحدید نے
بروایت ابوجعفر اپنی اوستاد کی بدوات و کتف لکھا ہے یعنی لاؤ دوات اور شانہ مگر مآل سب کا ایک ہی
ہے پس خلیفہ ثانی نے اس حکم کو رد کیا اور کہا ان ہذا الرجل لیہجر حسبکم کتاب اللہ یعنی یہہ شخص
ہذیان کہتا ہے کافی ہے تمکو کتاب خدا یہہ موافق روایت احمد حنبل اور صحیح مسلم اور مشکات
اور حمیدی وغیرہ کے ہے مگر بعض روایت مین لفظ یہجر کا اور بعض مین لفظ ہجر کا واقع ہے
اور لغت عرب مین جسوقت جانتے ہین کہ بیمار کے ہذیان کہنے سے خبر دین تو کہتے ہین ہجر و یہجر اور
روایت بخاری مین اس طرح ہے کہ عمر ابن خطاب نے کہا قد غلب علیہ الوجع درد نے رسول خدا پر
غلبہ کیا ہے کلام انکا اعتبار نہین رکھتا یہہ سنکر رسول خدا غصہ ہوئے اور فرمایا کہ انکو نکالدو
اور آخر اپنے پاس سے انکو نکلوا دیا غرض کہ حکم رسول کو رد کیا اور یہی خلیفہ ثانی صاحب نے خمس
غنیمت کو کہ بہ نص خدا اور رسول حق آل اور اقربائے رسول کا تھا ان سے منع کیا اور ام المومنین
دختر ابی بکر اور حفصہ اپنی دختر کو ہر سال دس ہزار درہم دیا کئے پس اس مین بھی رد کیا حکم خدا
اور رسول کو اور یہی مقدمہ خلافت مین رد کیا حکم خدا اور رسول کو کہ آیہ ایہا الرسول بلغ ما
انزل الخ اور فرمودہ جناب رسول مقبول من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے ثابت ہے کہ خلافت
مخصوص جناب علی کیواسطے تھی اور حضرات خلفا نے اپنے واسطے از راہ تغلب مقرر کرلی اور
ایسی ہی مقدمہ فدک مین بھی خلاف حکم خدا و رسول کے عمل کیا ہو سطح کہ رسول مقبول نے
بحکم خداوند جلیل کہ و آت ذالقربی حقہ ہے فدک اپنی دختر نیک اختر کو ہبہ کیا تھا انہون نے
ناحق اوس معصومہ سے چھین لیا اور گواہی جناب امیر اور حسنین کو کہ جو بدلیل آیہ تطہیر
انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا جمیع گناہ اور رجس اور کذب اور زور سے
مبرا اور پاک اور پاکیزہ تھے اور گواہی ام ایمن کو کہ باتفاق فرقہ اہلسنت عشرہ مبشرہ مین داخل نہین
رد کیا اور تہمت کذب کی جناب امیر کی طرف لگائی اور کہا کہ یہی اپنی جر نفع کے واسطے

گواہی دیتے ہین اور باب متعہ مین بہی رد کیا حکم خدا اور رسول کو کہ باتفاق فریقین متعہ بحکم خدا ورسول جاری ہوا تہا اوسکو حضرت فاروق نے حرام کیا اور فرمایا کہ المتعتان کانتا فی عہد رسول اللہ وانا احرمہما یعنی دو متعہ ایک متعۃ النسا اور ایک متعۃ الحج زمانہ رسولخدا مین حلال تہے اور مین اونکو حرام کرتا ہون جمع بین الصحیحین اور صحیح ترمذی اور مسند احمد حنبل اور حلیۃ الاولیا ابو نعیم وغیرہ کتب صحیحہ اہل السنن مین بتوضیح تمام تر اوسکا بیان موجود ہے غرضکہ اسی قبیل کے اکثر مقدمات اصح کتب صاحبان سنت وجماعت مین تحریر ہین کہ اون سبکے بیان کی یہہ مختصر گنجائش نہین رکہتا اور قبح اس تعریف مین یہہ ہے کہ جن حضرات کا قید بعدیتہ لگا کر اس تعریف سے نکالنا منظور رہا وہ نکلی ہو اٹکی کہ ان حضرات سے بعد زمانہ رسول مقبول تو اکثر بدعات ظہور مین آئین مثل احداث تراویح شبہائے ماہ مبارک رمضان مین کہ وہ زمانہ رسولخدا اور زمانہ حضرت خلیفہ اول مین نہ تہین بلکہ نوافل کو تنہا پڑہتے تہے جیسا کہ حمیدی نے مسند ابوہریرہ مین متفق علیہ بخاری اور مسلم سے روایت کیا ہے کہ زمانہ رسولخدا اور زمانہ ابوبکر مین نماز نافلہ بجماعت نہ پڑہتے تہے بعد اوس کے خلیفہ ثانی نے حکم کیا کہ اونکو جماعت سے پڑہین اور سب شہروں مین لکھکر بہیجا کہ سب جگہہ ایسا ہی جاری ہوا اور پہر اوسکو نعم البدعۃ کہا اور مثل اس کے کہ حی علی خیر العمل کو اذان سے نکال ڈالا جیسا کہ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ خلیفہ ثانی نے تین چیزون کو منع کیا حالانکہ زمانہ رسول خدا اور زمانہ خلیفہ اول مین وہ جاری تہین اور فرمایا خلافت مآب نے کہ ثلث کن فی عہد رسول اللہ وانا انہی عنہن واحرمہن واعاقب علیہن یعنی تین چیزین زمانہ رسولخدا مین جاری تہین ایک متعۃ النسا اور ایک متعۃ الحج اور ایک حی علی خیر العمل اذان مین اور مین منع کرتا ہوں اون سے اور حرام کرتا ہون اونکو اور عذاب کرونگا اوس شخص کو کہ جو اونکو کرے گا اور مثل مقرر کرنے خلیفہ فاروق کے حصہ مہاجرین کو زیادہ حصہ انصار سے اور مثل منع کرنے خمس کے اہلبیت سے اور لے لینے مال خمس کو آپ اپنے لئے اور مسند اسیر یہہ ہے کہ عبد البر نے کہ معتبرین صاحبان سنت وجماعت سے ہے

کتاب استیعاب مین لکھا ہے کہ خلیفہ ثانی اس قدر مال چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے تھے
کہ حصۂ ہشتمی اوسکا یعنی زوجہ با چار زوجہ پر بسبب اختلاف الروایات جو تقسیم کیا گیا تو ہر ایک بی بی کے
حصے مین تراسی تراسی ہزار دینار سرخ آئے پس یہہ مال غنی تھا مگر مال خمس ہو سکتا کہ جب روایات
مذکورہ سے یہہ ثابت ہوا کہ مال خمس سادات کو نہ دیتے تھے تو پھر وہ مال کہان جاتا تھا سوائے
اس کے کہ حضرت فاروق کے ہی پاس رہتا تھا کہ آپ ہی تو مال خمس کے لینے کی مستحق تھے ہی نہین کہ جسمیں
احتمال کیا جائے کہ اونکو دیتے تھے اور یہہ ہی باعث تھا کہ حضرت ممدوح کو بسبب جمع ہونے مال کثیر کے
خیال اپنے بادشاہ ہونے کا پیدا ہو گیا تھا جیسا کہ ابن اثیر نے کامل التاریخ مین لکھا ہے کہ ایک روز جناب
عمر ابن الخطاب سلمان فارسی سے مستفسر ہوئے کہ مین بادشاہ ہوں یا خلیفہ سلمان نے جواب دیا
کہ اگر تمنے مال مسلمین سے ناحق ایک درہم ہی لیا ہو گا تو تم خلیفہ نہ ہوگے یہہ سُنکر خلیفہ صاحب رونے لگے
مین کہتا ہون کہ اس طور کا جواب دینا سلمان کا دلیل ہے کہ سلمان کو معلوم تھا کہ خلیفہ صاحب نے
بہت مال مسلمین بناحق لیا ہے مگر بخوف جان صاف نہ کہہ سکے کہ تم خلیفہ نہین ہو اور خلافت آپکا
رونا ہی دلیل اسی کی ہے کہ مال مسلمین مین تغلب کیا ورنہ رونے کا کیا مقام تھا آخر الحساب پاک است
از محاسبہ چہ باک اور مثل اس کے کہ خلیفہ اول نے فجاۃ سلمی کو معذب بہ نار کیا یعنی آگ مین جلایا
حالانکہ رسول خدا نے باتفاق علماء اس سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ لا یعذب بالنار الا رب النار
نہ عذاب کرے کوئی ساتھ آگ کے مگر خالق نار اور یہی دست چپ دزد کا قطع کیا حالانکہ باتفاق
دست راست کاٹنے کا حکم ہے اور ازین قبیل ہے زیادہ کرنا عول و عصبہ کا فرائض مین اور
پاؤن دہونا وضو مین اور ہاتھ باندھنا نماز مین کہ یہہ سب احکامات خلفائے راشدین کے ہین کہ
خلاف ہین احکامات خدا و رسول کے بعض علماء فرقہ اہل السنن ان امورات کی تاویل مین
فرماتے ہین کہ خلفا مجتہد تھے پس ان امور مین اونہوں نے خطا کیا اور اگر مجتہد خطا کرے تو ایک
اجر کا مستحق ہوتا ہے اور جو صواب کرے تو دو اجر کا ہم اون کے جواب مین کہتے ہین کہ
اجتہاد عبارت ہے اس سے کہ احکامات کو کلام خدا اور رسول سے استنباط کرین نہ یہہ کہ مقابل

نص اور خلاف حکم خدا و رسول کی ہو یعنی مثلاً شارع ایک شے کا حکم دے اور کوئی شخص اوسکو رد کرے اور وہ
مجتہد کہلائے والا جمیع شرائع محمدی کو تغیر دینا جائز ہو جاویگا سو یہی کہ مثلاً ایک شخص ایک زمانہ مین
اجتہاد کرے کہ نماز و حج واجب نہین اور دوسرے زمانہ مین اجتہاد کرے کہ زنا و شراب حلال ہے آخر رفتہ رفتہ عیسویون
مین دین نو حادث ہو جائیگا مثال اسکی مذہب وہابیہ ہے کہ جدا ہو گیا ہے دین سے اہل السنن سے اب سنیئے
معانی بدعت کے اور طریقہ مذہب وہابیہ کے کہ یہہ صاحب جب مانتے ہین کہ جو امر بعد قرون ثلثہ یعنی
زمانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے حادث ہوا ہو وہ بدعت ہے خواہ وہ امر جدید اچھا
ہو یا برا اور یہ کہتے ہین کہ حدیث شریف کل بدعة ضلالة مطلق ہے نہ مخصص حسنہ کی ساتھ سوا اسکے
کہ جو امر بدعت ہوا پہر اوسکا حسنہ ہونا کیا معنی اب سمجھو کہ اس کے شناعت اور قباحت پہلی
معنی سے بہی بڑہکر ہے سو یہی کہ بنا بر اس تعریف کے بعد قرون ثلثہ کے آجتک کسی اہل اسلام کا اسلام
ہی باقی نہین رہتا کیونکہ انہون نے بہت ایسی چیزین پیدا کی ہین جو قرون ثلثہ مین نہ تہین بعض نے
طرح طرح کے کہانے نکالے بعض نے انواع انواع کے لباس اپنی عقل سے تراشے بعض نے طور طور
کی صنعتین اور طرح طرز کی پیشے اور رنگ برنگ کے آلہ بنائے پس یہہ سب بدعتیون مین داخل ہونگے
اور فرقہ وہابیہ بہی تو ان سے خارج نہین ہو سکتا اور دوسری قباحت اس تعریف کی یہہ ہے
کہ یہہ تعریف مستلزم ہے اس امر کو کہ قرون ثلثہ مین جو امر کہ حادث ہوئے گو وہ بد اور برے
ہی ہون وہ بدعت نہون حالانکہ یہہ امر خلاف عقل اور نقل ہے پس اول تو اس لئے کہ عقل کسی
عاقل کی یہہ تجویز نہیں کرتی کہ امر غیر مشروع ناسخ احکام خدا و رسول بدعت قرار نہ دیا جائے
اور لیکن امر ثانی پس سو یہی کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ مثل امتی کمثل غیث لا ندری اولہا خیر
او اوسطہا او اخرہا یعنی مثل میرے امت کی مثل باران کے ہے کہ نہین جانتا مین کہ
اول اوس کے خیر ہے یا درمیان اوسکی خیر ہے یا آخر اوسکی خیر ہے اور یہی فرمایا ہے کہ
من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرہا واجر من عمل بہا ومن سن سنة سیئة فله اجرہا و
وزر من عمل بہا حاصل اسکا یہہ ہے کہ جس کسی نے پیدا کیا اسلام مین کسی نیکی کو پس واسطے اوسکے

اجر اوس کا ہی اور اجر اوس شخص کا کہ جنہے عمل کیا ساتھہ اوس کے اور جس نے پیدا کیا اسلام مین کسی بُری بات کو پس وبال اوس کے ہی اوپر ہے اوسکا اور بوجھہ اوس شخص کا کہ جنہے عمل کیا ساتھہ اوسکی پس اس دلیل عقلی ونقلی سے یہہ تخصیص انکی کہ جو امر بعد قرون ثلثہ کے حادث ہووہ تو بدعت ہے اور جو شے اون کے زمانہ مین حادث ہوئی ہو گو وہ بُری ہو بدعت نہین باطل ہوئی اور ثابت ہوا کہ جو امر کہ خلاف شرع ہو خواہ وہ کسی زمانہ مین اور کسی شخص سے حادث ہوا ہو وہ بدعت ہے جیسا کہ رسولخدا نے فرمایا کہ حوض کوثر پر میرے پاس ایک جماعت کو میرے اصحاب مین سے لائینگے جب مین اونکو پانی دینے کا ارادہ کرونگا تو فرشتے اونکو گھسیٹ کر میرے پاس سے لیجائینگے مین فریاد کرونگا کہ خداوندا یہہ اصحاب میرے ہین ندا آئیگی جانب رب الارباب سے کہ تو نہین جانتا کہ انہون نے تیرے بعد کیا کیا بدعتین دین مین پیدا کین تیری مرتے ہی یہہ لپنے اعقاب پر پہر گئے جیسا جمع بین الصحیحین اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین یہہ حدیث موجود ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ احداث بدعت مین قید کسی زمانہ اور کسی شخص کی نہین صحابی ہو یا غیر صحابی جو نیا امر دین وملت مین برعکس حکم خدا اور رسول کسی زمانہ مین پیدا کریگا وہ بدعت ہے اور وہ شخص بدعتی ہے اور اس سے یہہ امر بہی ثابت ہوا کہ ہر شخص کی طریقے اور سنت اور قول وفعل پر عمل کرنا نہ چاہئے جایز ہے کہ وہ بدعت ہی ہو خواہ وہ شخص صحابی ہو یا غیر صحابی جیسا کہ اوپر حال بعض صحابہ کا معلوم ہوا کہ وہ موجب بدعات ہے سوائے اسکی ہر صحابی نہ تو معصوم ہی ہے نہ موسوم بالخیر جو ہر صحابی کے قول فعل پر عمل کیا جائے بلکہ اکثر صحابہ نے حق سے تجاوز کیا اور مرتکب فسق وفجور کے ہوئے جیسا کہ ملا سعد الدین تفتازانی نے کہ مشاہیر علماء اہل سنت اور امام انکے سے ہے آخر شرح مقاصد مین انکا حال لکھا ہے کہ اما ما وقع بین الصحابة من المحاربات والمشاجرات علی الوجه المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی السنة الثقاة یدل بظاهره علی ان بعضهم قد جاوز عن طریق الحق وبلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث له الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک والریاسة والمیل الی اللذات والشهوات اذ لیس کل صحابی معصوماً وکل من لقی النبی بالخیر موسوماً الا ان العلماء لحسن ظنهم باصحاب رسول الله ذکروا لها محامل وتاویلات بها یلیق وذهبوا الی انهم

محفوظون عما یوجب التضلیل والتفسیق صونا العقائد المسلمین عن الزیغ والضلالۃ فی کبائر الصحابۃ

سیما المہاجرین والانصار والمبشرین منہم بالصواب فی دار القرار واما جری بعدہم من الظلم علی اہلبیت

النبی صلعم فمن الظہور بحیث لا مجال للاخفاء وہو من الشناعۃ بحیث لا اشتباہ علی الآراء اذیکاد یشہد بہ

الجمادات والعجماء ویبکی لہ الارض والسماء وینہدم منہ الجبال وینشق منہ الصخور ویبقی سوء عملہ علی کر الشہور

ومر الدہور فلعنۃ اللہ علی من باشر او رضی او سعی والعذاب الاخرۃ اشد وابقی انتہی خلاصہ ہن عبارت کا

یہہ ہے کہ صحابہ میں جو جھگڑے اور فساد ہوئے جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور زبان زد ثقات ہے

دلالت کرتے ہیں کہ بعض صحابہ حق سے باہر ہوگئے اور سیدہے راہ سے پہر گئے اور حد ظلم وفسق کو

پہنچ گئے اور باعث ہر امر کا اونکو نہ ہوا مگر حقد اور حسد اور دشمنی اور طلب ملک ریاست اور میل طرف

لذات اور شہوات کے یہہ واسطے کہ نہ ہر صحابی معصوم ہے اور نہ جسنے ملاقات کی نبی سے وہ موسوم

بالخیر ہے مگر علمانے بسبب حسن ظن اور نیک گمان اونکے کہ جو حقمیں اصحاب رسول خدا کے رکہتے ہیں

اونکے ان جھگڑوں اور فساد وغیرہ کے لئے تاویلاتیں اور محامل کہ جو اونکی شان کے لائق تہی بیان

کئے یعنی اگرچہ باطن میں تو افعال اون کے برے تہے مگر علمانے اپنی حسن ظن سے تاویلیں نیک

کرکر اونکو اچہا بنایا اور کہی اس بات کی طرف کہ وہ محفوظ ہیں اوس چیز سے کہ جو باعث اون کے

تضلیل اور تفسیق اور ذلت کا ہو حاصل اسکا یہہ ہے کہ اگرچہ اون سے ایسے ہی امر وجود میں

آئے کہ جو باعث اونکی تذلیل اور تفسیق اور ذلت کا ہوئے مگر ہم اپنی زبان سے نہیں کہتے

اور اون کے عیب کو چہپاتے ہیں ظاہر نہیں کرتے اور یہہ قول ہمارا اسواسطے ہے تاکہ عقائد مسلمین

کبار صحابہ سے بہر نجاویں خصوص مہاجرین و انصار کہ جو مبشر بصواب فی دار القرار ہیں اور لیکن جو ظلم

بعد اون کے اہلبیت پر گذرے وہ ایسے ظہور میں ہیں کہ کسیکو طاقت اونکی اخفا کی نہیں اور وہ

ایسی برائیاں ہیں کہ عقول پر اونمیں ذرا محل اشتباہ نہیں اسواسطے کہ قریب ہے کہ گواہی دیں اون

ظلمونکی جمادات اور نباتات اور روئے زمین اور آسمان اور منہدم ہوجاویں پہاڑ اور شق

ہوجاویں سینے پتہروں کے اور باقی رہیگی برائی اونکی ہمیشہ ہمیشہ پس لعنت خدا کی اوس شخص

کہ جو مہیا شر ہوا ان ظلموں کا یا راضی ہوا اور پہر یا کوشش کی اوسمین اور البتہ عذاب آخرہ بہت سخت تر
اور پائندہ تر ہے اب صاحبان عقل سلیم فکر و غور سے ملاحظہ کرین کہ وہ صحابہ کہ جنسے فسق و فجور
اور ظلم و تعدی ظہور مین آئی اور حق سے تجاوز کر گئی اور ریاست او ر ملک او ر بادشاہت کے طالب
او ر لذات اور خواہش نفوس کے مائل ہوئے وہ کون ہے اور اس سے ایک اور فائدہ معلوم ہوا
کہ یہہ قول انکا کہ صحابہ مثل نجوم ہین جس کی اقتدا کروگے ہدایت پاوگے غلط ہے بلکہ
متابعت اوس ہی شخص کی چاہیئے کہ جس کا قول و فعل مطابق قرآن اور فرمودہ نبی الانس و جان کے
ہوا اور وہ نہیں ہین مگر اہلبیت کہ یہہ حضرات بآیہ تطہیر سب گناہ او ر خطا اور زلات سے معصوم
ہین اسواسطے کہ کوئی شخص سوائے فرقہ خوارج اور نواصب کے قائل اسکا نہیں کہ انحضرات سے کسی امر مین
خطا واقع ہوئی ورالا کافر ہوجائیگے مگر ہان اون لوگون کا ذکر نہیں کہ جنہون نے انبیا کی خطائین ثابت
کی ہین **قال** صاحب الرسالہ باقی رہی تحقیق اس امر کی کہ وہابی کون لوگ ہین اور کب سے یہہ
لقب اطلاق کیا جاتا ہے سو حال اسکا یہہ ہے کہ گور پرست اور اہل بدعت جسکو دیکھتے ہین کہ
مطیع سنت ہے اور رسوم مروجہ بہی جو بسبب اختلاط کفار اور فساق کے رواج پائی ہین اون سے
منع کرتا ہے تو اوسکو بسبب خواہش نفسانی کی یہہ لقب دیتے ہین **اقول** یہہ گمان تمہارا
غلط محض ہے عبدالوہاب اوس شخص کا نام ہے کہ جو مسنونات اور مستحبات اور امورات خیر کو منع
کرتا ہے اور رسولخدا کی قدر اور منزلت کو گہٹاتا ہے اور سب مسلمانون کو مشرک اور بدعتی ٹہراتا
ہے اور اس مین شک نہین کہ تم سبکا عمل فقط کتب عبدالوہاب پر ہے، **قال** صاحب الرسالہ
رہی یہہ بات کہ کب سے یہ لقب جاری ہوا ہے سو بعد تفتیش اور تحقیق کے معلوم ہوا کہ شیخ عبدالوہاب
نجد میں ایک عالم بڑے فاضل اور متقی اور پرہیزگار تہے لکہو کہا آدمی اونکو اپنا مقتدا جانتے ہین
اور عرب کے بہت سے شہرون مین اونکی اتباع موجود ہین انتہی **اقول** یہہ تحقیق اور تفتیش صاحب
رسالہ کی خلاف واقع اور غیر مطابق نفس الامر کی ہے بلکہ فقط بنا بر ضلال جہال اور جلوہ دہی
مراتب شیخ عبدالوہاب پیش نظر عوام الناس طبعزاد ہے اصل حال شیخ صاحب کا موافق تحقیق

محققین معتمدین اور مورخین موثقین مثل مولوی فضل رسول شاہ صاحب مولف رسالہ بوارق محمدیہ لرجم
الشیاطین النجدیہ کے اس طرح پر ہے کہ شیخ نجدی صاحب فطرت و دانش مین فیلسوف زمان اور
بے مثل و بے ہمتا تھے اور ذات شریف سے آپکی وہ مفسدے اور بدعات عالم مین پیدا ہوئین کہ جنکا
ثمرہ اور نتیجہ یہ کچھ برہمی اور انقلاب مین محمدی مین بہم پہنچا کہ ایک عالم ورطۂ حیرانی اور سرگردانی اور
ضلالت اور گمراہی مین گرفتار ہے بہرحال فاضل ممدوح نے حال شیخ صاحب کا کتب سیر و
تواریخ مین سے اسطرح پر رسالہ مذکور مین لکھا ہے کہ صحیح بخاری مین عبد اللہ ابن عمر سے منقول
ہے کہ رسولخدا نے نجد کے حق مین فرمایا کہ ہناک الزلازل و الفتن و بہا یطلع قرن الشیطان
یعنے نجد مین زلزلے اور فتنے ہونے والے ہین اور نجد سے باہر آئے گا شیطان پس ظہور
اس اعجاز کا اس انداز پر ہوا کہ ۱۲۰۳ ہجری مین سلطان سلیم ثالث بجائے سلطان عبد الحمید
خان عموں اپنے کے از راہ تغلب تخت نشین ہوا اور سلطان سلیم کی اولاد کو محروم کیا اور
بسبب اس کے انتظام سلطنت مین برہمی اور قوانین اور ضوابط مرسومہ اوس دولت مین
تخلل اور فساد شروع ہوا تا اینکہ بعد نوزدہ سال ۱۲۲۲ ہجری مین سلطان مصطفےٰ نے برادر
سلطان مصطفےٰ کو بھی قتل کیا اور آپ تخت پر بیٹھا اب تزلزل بیکران اور تخلل بے پایان
سلطنت آل عثمان مین نمایان ہوا کہ تمامی صوبہ دار کہ جنکو زبان ترکی مین پاشا کہتے ہین
اور جمیع ملوک اور توابعین سلطان نے لوائے بغی و طغیان بلند کئے اور دائرہ اطاعت و انقیاد سے
پاؤن باہر رکھا اور ہر ایک اپنی استقلال اور دوسرے کے استیصال کے فکر مین پڑا اور بایں
سبب بندوبست اور نظم و نسق ملک سے غافل ہو گئے یہانتک کہ نواحی ملک مین فتنہ و فساد
عظیم اور شورش فخیم برپا ہوئی اور رفتہ رفتہ ملک حرمین محترمین صانہما اللہ عن کل الشین
مین بسبب اضمحلال سلطنت روم کے بے انتظامی حکومت اور برہمی جمعیت نے رخ کیا اور
شوکت اور سطوت شریف حرمین کی کہ ان مواضع مقدسہ کی حکومت انکی ذات مقدسہ سے
تعلق رکھتی تھی درہم و برہم ہوئی مردمان واقعہ طلب اور خواہان جاہ و دولت نے وقت کو

خاطر خواہ پاکر ہر طرف سے سر نکالا اور ہجوم کیا اور ملک گیری کے فکر مین مستغرق ہوئے پس
فتنہ ہائے عظیم اور حوادث فخیم نے ظہور کیا مگر بدترین فتن اور سخت ترین محن فتنہ و فساد اہل
نجد کا تہا کہ وہ مابین عراق اور حجاز کے واقع ہے شیطان رجیم بصورت شیخ لاثانی متشکل ہوکر
شریک مشرکین ہوا اسیوجہ سے شیطان کو شیخ نجدی کہتے ہین غرض عبدالوہاب اعیان
اور روسائے اہل نجد سے تہا بلکہ تمامی قبائل نجد مین ممتاز اور حدت فکر اور قوت بیان مین
بیمثل و بے انباز ذی علم پیشوائے خاص و عام سلسلہ انکی طریقت کا حضرت شاذلی پر تمام ہوتا
ہے الغرض شیخ صاحب انقلاب مملکت اور برہمی سلطنت دیکھکر فکر ریاست و تحصیل امارت
مین پڑے مگر چونکہ حاصل ہونا ملک کا لشکر موفور اور خزانہ معمور پر موقوف ہے اور اس سے
ہاتہہ خالی تہا ناچار اس باب مین اپنی اولاد و حفاد سے کہ ہر ایک علم و شعور اور مکر و زور مین
شیخ پر فضیلت رکہتا تھا مشورہ کیا سب کی رائے بدین امر قرار پائی کہ اجتماع مردم اور
حصول ریاست کے لئے کوئی تدبیر بہتر تزویر اور حیلہ دینداری سے نہین ہے جب مردم کالانعام
اس دام مین پہنس جاوین اور فراہم آوین تو پہلے حرمین شریفین کو کہ خزانہ سے مالامال اور
فوج سے خالی ہین تصرف مین لانا چاہئے بعد اسکے تمامی بلاد اسلام بسہولت تمام کہ آپسین
ہر ایک شخص کے نااتفاقی ہے ہمارے قبضہ اقتدار مین آجاوے گا غرض اس خیال خام کو اپنی
دماغ مین پختہ کرکے شیخ عبدالوہاب مع اولاد و احفاد اپنے کے پسند ناپسند اور طریقہ پیری مریدی
کہ آبائی تہا آمادہ و سرگرم ہوا بہت سے عوام لوگونکو اوس ملک کے حلقہ اطاعت اور انقیاد
مین لایا سنہ ۱۲ ہجری مین جمعہ کی دن ایک مجمع کیا اور تمامی اعیان و اہالی اطراف کو بلا کر
وعظ کی طور پر ارشاد فرمایا کہ اے بہائیو شرع مین بدون بادشاہ کے چارہ نہین ہے کسلئے کہ
امامت جمعہ و جماعات و اعیاد و صلوات و نصب قضات و دادرسی مظلومان و تنبیہ ظالمان
و اجرائے احکام شرعیہ و ترویج شعائر دینیہ موقوف ذات بادشاہ پر ہے اور سلاطین روم
و شام محض برائے نام ہے کسیطرح کی قوت و حکومت نہین رکہتا پس نام اوسکا خطبہ

مین باوصاف سلطنت لینا دروغ صریح ہے کہ مطلق حرام ہے چہ جائیکہ خطبہ کہ عبادت ہے چاہئے
کہ سب حاضرین متفق ہوکر کسی شخص کو رئیس اپنا بناوین اور فرمانبرداری اوسکی اپنے ذمہ پر واجب
لازم جانین مگر اس تکلیف سے مجکو معذور رکہین کہ مین دنیا کی طرف رغبت نہین رکہتا اول
خاص شیخ صاحب نے کہ اس کید مین ہمداستان تہے اور پہر سب نے کہا کہ سوائے ذات شریف کے
اور کوئی لائق اس منصب کے نہین ہے فرمایا کہ عالم مجبوری ہے کیونکہ مخالفت جماعت مسلمین کے
مناسب نہین ہے مگر ایک شرط پر کہ عقائد و اعمال مین بہی میری فرمانبردار رہین اور جو کچھ
کہون اوس سے انحراف نکرین تو قبول کرتا ہون الحاصل یہہ کہکر سب سے بیعت لیکے اور لقب اپنا
امیر المومنین رکہا اور اوسی روز اپنا نام سلطان روم کی جگہہ خطبہ مین داخل کیا اور دوسرے
جمعہ مین تمام شہر و ملک مین اوس ملک کے نام شیخ صاحب کا خطبو مین لیا گیا اور نام اپنے وطن کا کہ
درعیہ ہے مقر امامت قرار دیکر تا دم زیست وہان سے حرکت نہ کی اور اولاد و اقارب اپنے کو
اقصاء و بلاد مین مقرر کیا اور بخلفاء راشدین ملقب کیا اور قاضی وغیرہ مقرر کیے اور اپنے مقصد کو
کہ غارتگری خزائن حرمین شریفین تہا اس طرح پر شروع کیا کہ ایک مذہب خلاف فرق
اسلام بنایا بعض مسائل معتزلہ اور بعض خوارج کو ملاحدہ ظاہریہ وغیرہ سے لیکر اور اپنی
طرف سے لگاکر اونکو حجج اور احادیث وغیرہ آلہ سے مدلل کیا بعدہ صاحبزادہ محمد نام نے اونکو
توسیع دیکر کتاب التوحید نام رکہا اور دو باب پر مرتب کیا پہلا رد شرک مین دوسرا رد بدعت
مین تلخیص اوسکی تکفیر و تفسیق مع تدلیس اوسکی یہہ کہ بعض افعال محرمہ کو جن کے جہال مرتکب
ہوتے ہین ساتہہ افعال مختلف فیہا کے جو مکروہ تحریمی یا تنزیہی یا مسنونہ یا مستحبہ تہی
خلط کیا اور جو احادیث کہ اونکی دعاوی پر دال نہ تہین تحدیقا بیان کیا اور سبکا نام
شرک و بدعت رکہا اور ان افعال کے مرتکبونکی قطعی تکفیر کی حالانکہ بعض افعال اون مین سے متعلق
بتعظیم انبیا و اولیا و آثار متبرکہ کے تہے تاکہ نہب اور غارت کرے اور قتل و قمع اور لوٹ کر مال
اہل حرمین شریفین کے حلال ہوجائے اور یہہ معتبر سمجہا ہوا اور کئی نسخے اس کتاب کے بدنہی خلفائے

راشدین کے پاس بہیجکر آپ ہی ملک عدم ہوئے خلفائے مذکورین نے بحسب زبانی مضامین
اوس کتاب کے عوام جہال کو گوش گذار کرکے اوسکی طرف دعوت کی اور سبنے بدل و جان عزت کیمو
قبول کیا اور خط فرمان پر اوسکی سرکو رکہا پس جب مدعا کرسی نشین ہوا تو سعود نامی فرزند ثانی
شیخ ممدوح نے ۱۲۲۱ھ و آخر سلطنت سلطان سلیم ثالث مین بنام نہاد زیارت کعبہ
معظمہ مع جمعیت کثیر عزم بیت اللہ کا کیا جب یہہ خبر اہل شہر نے سنی تو شریف کعبہ شریف سے
آکر کہا کہ سرحد حجاز کا انتظام ضرور ہے کہ وہ لشکر باغی اس طرف اترنے نہ پاوے شریف نے
بسبب مغالطہ کے کہا کہ معاذ اللہ یہ زائرین خانہ خدا کو زیارت سے منع کروان یہہ تو
اس خیال مین تہے کہ یہہ سب مسلمان خانہ خدا مین فساد نہ کرینگے اور حرمت اس کی نگاہ
رکھینگے اور وہان دفعۃً سعود نے آن کر طایف کا محاصرہ کیا اور وہان کے صغیر و
کبیر زن و مرد کو قتل کرکر سب مال و منال لوٹ لیا اسکے بعد اپنے چند گماشتے وہان متعین
کر کر مکہ معظمہ کو قتل کیا اور لوٹ لیا اور پاس و لحاظ خانہ معظمہ کا نہ کیا مترجم کہتا ہے کہ اونہونے
کچھ یہہ امر جدید نہین کیا بلکہ اسوۂ اور تاسی خلفاء راشدین کی کی کہ حضرت خلیفہ ثانی صاحب نے
بہی خانہ رسولخدا کی اسی طرح سے حرمت کی تہی کہ اوسپر آگ لیکر جلانے کو چڑہ گئے تہے
اور گہر فرزندان جناب ختمی مآب کے جلانے کا ارادہ کیا جیسا کہ صاحب کتاب ملل و نحل کے
لکہنے سے بروایات نظام ثابت ہے کہ ان عمر ضرب بطن فاطمۃ حتی سقط المحسن من بطنہا
وکان یصیح احرق الدار بمن فیہا وما کان فیہا الغیر علیؑ و فاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ علیہم السلام
حاصل یہہ کہ بضرب عمر حمل دختر رسولخدا کا محسن نامی ساقط ہوا اور چیخ چیخ کر کہتا
تہا کہ مین جلا دونگا اس گہر کو مع اون لوگون کے کہ جو اس گہر مین ہین اور نہ تہی اوس
گہر مین اوسوقت مگر علیؑ و فاطمۃؑ اور حسنؑ اور حسینؑ پس جبکہ حال پیشوا ؤنکا اس فرقہ کے
ایسا ہو تو اگر مریدونکا بہی ہوا تو کیا بعید غرض جرأت ان پیرون اور مریدون کی
صاحبان دین و دیانت تصور کرین کہ مرشدون نے تو اوس گہر کا کہ جو مہبط وحی الہی

اور محل نزول ملائکہ تہا یہہ حال کیا مرید پیرون پر بہی سبقت لیگئی کہ خدا ہی کے گہر کو
خراب و برباد کیا فاعتبروا یا اولی الابصار الغرض جب سعود مہم مکہ سے فارغ ہوا تو ایلغار با
فوج قلیل قصد مدینہ منورہ کا کیا راہ مین جو دوچار ہوا وہ لقمۂ تیغ آبدار ہوا غرض مدینہ منورہ کو
بہی بتہ تیغ بیدریغ کیا کسیکو زندہ نہ چہوڑا اور اگر زندہ رہا تو اوسکو فقیر کر کے چہوڑا مکانات
مقدسہ اور قبور متبرکہ اور مساجد عالیہ اور مشاہد منورہ اور مزار صحابہ کے مسمار اور منہدم کئے
حرمین شریفین کو بے چراغ و ویران کر دیا من بعد ارادہ فاسد انہدام روضۂ رضیہ اور مرقد
مرضیہ جناب ختمی مآب کا کیا اور از راہ کمال دینداری اور ایمانداری کے نام اوس روضۂ رشک دہ
روضۂ رضوان کا صنم اکبر رکہا غرض بمجرد دروازہ کہولنے کے ایک اژدہا مثل عصائے حضرت
موسئے پیدا ہوا اور ایک شعلۂ تنفس سے اون بدمآلون کو جلا کر سواد الوجہ فی الدارین کا
کیا اور سبکے سب راہی دار البوار ہوئے بمجرد اسکے کہ نعشہائے ناپاک اون سیاہ درونوں کی
حرم محترم سے باہر لے گئے ایک بوئے بد اون مین ایسی پیدا ہوئی کہ باقی فوج شقاوت
موج متحمل اوس بوئے بد کی نہ ہو کر بے غسل و کفن و دفن صحرا مین پہینککر بہاگ آئے اور یہہ
حال سب موافق و مخالف کی رو برو بیان کیا مولوی فضل الرسول شاہ لکہتے ہین کہ اس
فقیر نے ۱۲۵۰ ہجری مین بگوش خود حاضرین اس واقعہ سے کہ سب ثقہ تہے سنا الحاصل
بعد تکمیل و تتمیم مراتب جور و ستم ایک معتمد کو ہمراہ فوج اظلم اوس جگہہ چہوڑ کر مع متاع اعمال
و اثقال مکہ معظمہ کے جانب معاودت کی پہر بلاد حجاز و عراق وغیرہ پر دست تعدی
دراز کیا اور انجام کار کربلائے معلے سے بہی وہی معاملہ کیا کہ جو حرمین شریفین سے کیا
تہا آخر کار غیرت الٰہی جوش مین آئی اور سلطان محمود خان کے ہاتہ سے اس فرقہ کو خاک
ہلاکت پر ڈالا اور سب کو نیست و نابود کیا یہہ خلاصہ اوس چیز کا ہے کہ جو بوارق محمدیہ
مین مفصلاً مندرج ہے جسکو شوق مفصلاً اس قصہ کے دیکہنے کا ہو وہ اوسکو دیکہ لے
پس اصل حال شیخ عبد الوہاب صاحب اور اون کے فرزندان والا تبار کا یہہ ہے کہ جو قلم بند ہوا

صاحب رسالہ نے اس حال بدمآل کو منقلب کر کر اور حق کو باطل سے بدل کر کذب کو
فروغ دیا اور صدق کو ڈبو دیا اور جہال بیچارون کو تباہ کیا اور یہہ حال شیخ صاحب کے
اولی العزمی کا دیکھکر مولوی اسمعیل صاحب نے بہی اولی العزمی اختیار کی ہتی اور چاہا
تہا کہ اسی طرح لوگونکو اپنا مطیع فرمان کر کے ملک گیری کیجیے اور بادشاہ بن بیٹھیے
مگر نتیجہ ایسے امور کا اچہا ہنین ہوتا مولوی صاحب نے ثمرہ اس کا دیکھا جو کچھہ کہ دیکھا مگر
ہان یہہ ثمرہ تو البتہ حاصل ہوا کہ ہزارون بندگان خدا کی خونریزی کی باعث ہوئے
اور صدہا اطفال صغار اور عورات جوان کو یتیم اور بیوہ کر دیا اور مظلمہ اون کی خرابی
اور بربادی کا اپنے ذمہ پر لے گئے آمدیم بر سر مطلب پس ہم کہتے ہین کہ درحقیقت
وفی نفس الامر فرقہ وہابیہ اوس فرقہ سے کہ جسکو یہہ بدعتی کہتے ہین بدعات مین غالب
اور چیرہ دست ہے گو بدعات اوس فرقہ کی بہی کچھہ کم ہنین کیا قدرت خدا ہے کہ
چونکہ غلامان قائل سلونی مادون العرش اور محبان لولا علی لہلک عمر اکثر بدعات
فرقہ بدعیتہ کو حیز تحریر مین لاے تھے اور کتب مبسوط انکی بدعات مین تیار کی تہین تو
علما فرقہ مذکورہ اپنی مقلدین کو منع کرتے رہتے ہین کہ کوئی شخص کتب مناظرہ فرقہ
شیعہ کو نہ دیکھے مبادا کہ کوئی شخص شیعہ ہو جائے پس باین سبب کوئی اون کو نہ دیکھتا تھا
اور حق انپر چہپا ہوا تہا خداوند عالم نے انہین مین سے ایک فرقہ ایسا پیدا کر دیا کہ جسنے
حال انکی بدعات کا بخوبی منکشف کر دیا اور ہماری کتابوں کی تصدیق کرا دی اور پہر
انہون نے اونکی بدعات کو بیان کر دیا غرض کہ وہ حق ایک مدت سے پس پردہ
مستتر و پوشیدہ تہا ان صاحبونکی فضیحت باہمدگر سے ہر شخص پر کہل گیا اور یہہ
ظاہر ہو گیا کہ فرقہ شیعہ ان باتون مین کسی پر تہمت ہنین کرتا بلکہ جو لکھتا ہے وہ
حق و سچ لکھتا ہے کچھہ اسمین بہتان و افترا نہین سچ ہے ع عدو شود سبب خیر گر
خدا خواہد ؎ الفضل ما شہدت بہ الاعداء بہرحال چونکہ یہہ دو نو گروہ زمرۂ متمسکین

ثقلین سے خارج اور طوائف متخلفین سفینہ اہلبیت مین داخل لہذا مفصلاً جواب مسائل
مندرجہ رسالہ مذکورہ اپنے ذمہ سے ساقط دیکھا مگر مجملاً چند فقرات بنا برانکے قرح لکھے
گئے ہین تا صاحبان خبرت و بصیرت حق و باطل مین تمیز کرین اور جہال ہدایت پائین
مگر اولاً جاننا چاہئے کہ دنیو لا عجب انقلاب ہوا ہے زمانہ کو کہ جتنے مسائل فرعیہ
اور اصولیہ قدیمیہ فرقہ اہل تسنن کے تہے کہ جنکو بدعتی کہتے ہین اونکو فرقہ وہابیہ نے
بدل کر اپنی طرف سے نئے قواعد جاری کئے اور اونکو بالکل نیست و نابود اور باطل اور
فاسد کر دیا اور طرفہ یہہ ہے کہ ہزاروں فہمیدہ و نافہمیدہ نے طریق سابق کو چھوڑکر
طریق جدید الاحقہ کو ختیار کر لیا غرض سفینہ دین اسلام ان اہل اسلام کے ہاتہون سے
ایسا تباہی مین آیا ہے کہ خدا ہی اس کا حافظ و نگہبان ہے ایک فرقہ تو اپنی مقلدین
اور لتو العین کو یہہ پند و غط فرماتا ہے کہ اگر تمہارا باپ یا مان یا بیٹا یا بیٹی یا اور کوئی خویش
و تبار دوست احباب سے مرجاوے تو بعد ڈالدینے کے گڑہے مین پہر اوسکا نام نہ لو
نہ اوسپر گریہ و بکا کرو نہ اوسکو کسی طرح کا ثواب پہنچاؤ نہ اوس کی واسطے قرآن
پڑہو نہ اوس کے فاتحہ درود دلاؤ نہ اوس کے نام پر صدقہ دو غرض کوئی امر خیر
اوس کے لئے نہ کرو اور ایسا سمجھو کہ مرگئے مردود جنکی فاتحہ نہ درود اور غضب کی
یہہ بات ہے کہ اس قدر پر بہی اکتفا نہین کرتے اور پیغمبرون تک پہنچتے ہین اور
کہتے ہین کہ اون کے بہی فضائل نہ پڑہو جہال کو اون کے اوصاف پسندیدہ
اور محامد حمیدہ او معجزات عالیہ نہ سناؤ اونکو ثواب فاتحہ کا نہ پہنچاؤ اون کے
نام پر درود نہ پڑہو اون کے واسطے مساکین و محتاجین کو کہانا نہ دو نذر و نیاز اونکی
نہ کرو مجلس منعقد کرکے اوس مین اونکا ذکر نہ کرو مولود شریف اوس مین نہ
پڑہو کہ یہہ بدعات ہین خداوند عالم ان باتون پر خفا ہوتا ہے جیسا کفار سے
بسبب عبادت بتون کے خفا ہوتا ہے اور جیسا کہ بتونکی تعظیم و تکریم اور

ذکر اذکار سے آزردہ ہوتا ہے ویسا ہی اپنے انبیا اور اولیا اور شہدا
خصوص اپنے حبیب محمد مصطفےٰ اور اونکے اسباط و احفاد و اولاد مثل حسنین کے
ذکر اذکار اور تعظیم و تکریم سے بہی آزردہ ہوتا ہے غرضکہ اگر کسیکو اس مین
شک ہو تو وہ ان کے رسائل مصنفہ کو دیکھ لے اور دوسرا فرقہ کہ جسکو بدعتی
تعبیر کرتے ہین وہ ان سب امور کو جائز رکہتے ہین اور فرقہ اولی کے برخلاف
فتوے دیتے ہین یہہ حال ہے ان دونون فرقون کا غرض افراط و تفریط سے
کوئی فرقہ خالی نہین دیکہو کہ صاحب رسالہ نے یہہ بہی سوال کے جواب مین
لکھا ہے کہ عرس اولیا انبیا کا یا مزامیر ہو یا بلا مزامیر ہر طرح سے بدعت
ہے اور سند اسپر اس قول کو لایا ہے کہ لعن رسول اللہ زائرات القبور
والمتخذین علیہا المساجد والسرج یعنی لعنت کی رسول اللہ نے اون عورتون کو
جو قبرون کی زیارت کرتے ہین اور اون مردون پر جو قبرون پر سجدہ کرتے ہین
اور چراغ جلاتے ہین اب اونکی دہوکا دینے اور جہال کے بہکانے کو ملاحظہ
کرنا چاہیئے کہ کس بیباکی سے حدیث مذکور کو علت بدعت عرس کی گردانی
ہے حالانکہ حدیث مین ممانعت عورتونکی قبور پر جانیکی ہے نہ مردون کی اور
فائدہ ان کی ممانعت مین یہہ ہے کہ باہر نکلنے مین عورات کی سو طرح کی خرابیان
متصور ہین خصوص مجمع رجال مین آنا کہ انواع و اقسام کی فساد خطون مین
دیکہو پردے مین بیٹھنے کا حکم خدا تعالے نے ازواج نبی کو دیا ہے اور فرمایا ہے
کہ وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ یعنی اے ازواج نبی کیواسطے یہہ حکم
ہو کہ تم گہر مین بیٹھو اور باہر نہ نکلو حالانکہ وہ سب مومنین و مسلمین کے مائین
ہین تو پہر اور عورات کا کیا حال مگر اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ مرد بہی قبرونکی
زیارت نہ کرین خصوص قبور انبیا و اولیا کہ زیارت انکی باعث خوشنودی خدا

اور نجات عقبیٰ ہے پس اس حدیث سے مطلق عُرس کو منع کرنا کہ مردبہی جمع نہ
ہون یہہ جرأت اور بیباکی اس ہی فرقہ کی ہے بلکہ ہم کہتے ہین کہ مقبرے اگر
خالی ہون مجمع رجال سے اور جائے محفوظ اور پردے کی ہون تو اوس وقت
مین عورت کا بہی جانا مضائقہ نہین رکہتا ہے اور ایسے ہی اوس عبارت کا کہ
جسکو تفسیر مظہری سے نقل کیا ہے اس واسطے کہ اوس مین تو ممانعت ہے سجدہ کرنے
سے قبر پر اور اوس کے گرد پہرنے سے نہ یہہ کہ ممانعت ہے اوس مین جمع
ہونے کی قبر پر پس جو شے کہ اصل مین جائز ہے بلا وجہ اوس کی ممانعت بعید
از عقل ہے اور معنی اس فقرہ کے ومن الاجتماع لعید الحول کالاعیاد ویسمونہ عرسا یہہ
ہین کہ قبور پر مثل روز عید زینت اور آرائش اور لباس خوش قماش بیش قیمت ملون
یا الوان معطر لعطریات بار بار وہان جمع نہ ہو اور قبرستان کو سیرگاہ قرار نہ دو
کہ یہہ مواضع مقام عبرت ہین یہان عبرت پکڑنے کے لئے آؤ اور خیال کرو کہ
کل اسی طرح ہم سب کو بہی تہہ خاک جانا ہے اور یہہ خیال کر کے توبہ او راستغفار
کرو اور گناہ سے بچو اطاعت خدا کی کرو شیطان سے بہاگو پس اس حسن کو دیکہو
کہ صریحا لفظ عیاد قول مذکور مین موجود ہے اوس کا خیال نہ کر کے مطلق اجتماع
منع کر دیا اس ہی جگہہ پر صادق آتا ہے کہ چہوڑ دینا وانتم سکاری کو اور عمل کرنا
لاتقرب الصلوٰۃ پر اور یہہ جو چراغ جلانے کو قبر پر منع کرتے ہین تو ہم کہتے ہین
کہ کیا قبر نبیؐ اور قبور شیخین پر بہی کوئی چراغ وقندیل روشن کرتا ہے یا وہ
ہمیشہ اندہیرے ہی مین رہتے ہین اور کوئی ان حضرات کی زیارت کو جاتا ہے
یا نہین جاتا درصورت اولی لازم آتا ہے بنابر مذہب اس فرقہ جدیدۂ قلیلہ کے
کہ زمانہ وفات سرور کائنات سے آج تک سب مسرجین اور ناظرین
کافر ہوگئے ہون اور درصورت ثانیہ ہزاروں دیکہنے والے چراغ قبر رسول

اور زائرین روضۂ منورہ انحضرت جہوٹے ہون اور یہہ لوگ سچے عجب یہہ فرقہ ہے
کہ ایسی باتون کو بدعت کہتا ہے کہ جو بنا بر عقل و نقل مستحسن ہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ
مراد ممانعت سے روشن کرنے چراغ کے قبر پر یہہ ہے کہ قبور کو مثل دیوالی ہنود
پر از چراغان نہ کرو جیسے کہ ہنود بروز مذکور صدہا چراغ دکانون مین اور گہرون مین
جلاتے ہین تاکہ قبور سیرگاہ نہ ہو جایئن نہ ممانعت ہے مطلق چراغ جلانے کی
سچ ہے کہ یہہ فرقہ نہ خدا کا ہے نہ رسول کا نہ پیر کا ہے نہ پیغمبر کا سوائے شرک و
بدعت کے اور کچھ ان کے پاس نہین ہے مگر یہہ سب خرابیان ثمرہ اونہین دو
باتون کا ہے کہ رسول مقبول کو دوات و قلم نہ دی اور ثقلین سے متمسک نہ ہوئے

والسلام علے محمد المصطفے وآلہ الاخیار

# تمت

الحمد للہ والمنتہ کہ رسالہ فیض ترجمان ہادیٔ راہ گم گشتگان اعنی المسمے بہ
سراج الایمان حسب درخواست مومنین با تمکین باہتمام کارپردازان
مطبع یوسفی دہلی سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین چھپکر شائع ہوا پروردگار عالم بفضل
خاص مصنف مرحوم مغفور کو غریق دریائے رحمت کرے فقط

کتبہ محمد ضیاء الحسنین